عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۷ | ۲ تا ۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۲۰۱۸ء | شمارہ ۲۷

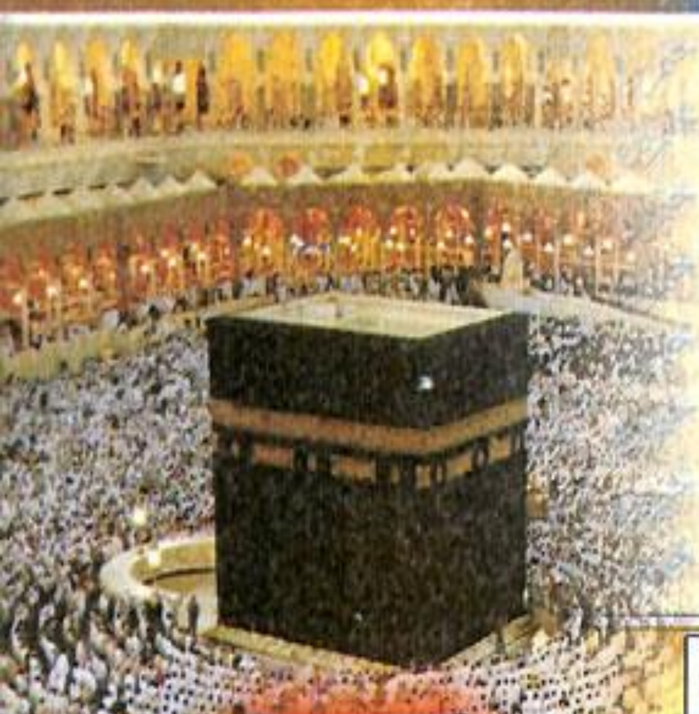

حج ایک سعادت اور عبادت

ووٹ کی شرعی حیثیت

ماسٹر تاج الدین انصاری

ایک عظیم مجاہد رہنما

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

جائیداد کی تقسیم

س:...... آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری کچھ جائیداد ہے جس کی ہم منصفانہ تقسیم چاہتے ہیں۔

میری امی اور والد صاحب کا انتقال ہو چکا ہے، ہم پانچ بہن بھائی ہیں جن میں تین بہنیں اور دو بھائی ہیں اور ایک بہن کا انتقال والد کے بعد اور امی کی زندگی میں ہوا ہے۔ امی ابو کی طرف سے جو جائیداد ہے اس کی تفصیل یہ ہے:

والد: ایک فلیٹ جس کے دو کمرے، ایک مشترکہ ہے (یہ فلیٹ امی نے اپنی زندگی میں ہی اپنے پوتے کے نام کر دیا تھا جو کہ بچپن ہی سے ان کے ساتھ رہتا ہے، وہ ہمارے بڑے بھائی کا بیٹا ہے، اس فلیٹ میں جو کرایہ دار تھے اس کا کرایہ امی ہی کو آتا تھا، لیکن کرایہ دار کو خالی کراتے وقت ادائیگی بڑے بھائی نے کی تھی)۔ اس کے علاوہ ایک فلیٹ اور بھی ہے جس میں ہمارے چچا کا بھی حصہ ہے، یہ فلیٹ آدھا آدھا ہے یعنی دو کمرے، ایک مشترکہ، اس کا کرایہ بھی آ رہا ہے۔ اس کے علاوہ ایک کمرہ ہے جس میں امی رہتی تھی اور اس میں ہم سب بہن بھائی کا آنا جانا ہے، امی کے انتقال کے بعد اس میں پوتا اور ایک بیٹی رہتی ہے۔

والدہ: والدہ کی طرف سے ایک عمارت ہے جس میں دس فلیٹ اور دو دکانیں ہیں، دو فلیٹ میں دونوں بھائی رہائش پذیر ہیں، یہ عمارت امی کو ان کے نانا کی طرف سے ملی ہے اور امی کو اپنے والد کی طرف سے ایک فلیٹ ملا ہے جس میں دو کمرے، ایک مشترکہ ہے۔ اس کے علاوہ امی کو اپنے بھائی کی طرف سے جن کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ بے اولاد ہیں ایک فلیٹ اور ایک دکان ان کا آدھا آدھا حصہ ملا ہے اور ان کا آدھا کرایہ آتا ہے، والد کی طرف سے جو فلیٹ ملا ہے اس کا بھی کرایہ آتا ہے اور بقیہ حصہ ابھی تک بہن بھائیوں میں تقسیم نہیں ہوا ہے۔

نوٹ: جس بہن کا انتقال ہو چکا ہے امی کی زندگی میں، اس کو بھی برابر حصہ تقسیم ہو جائے، اس پر ہم سب بہن بھائی رضا مند ہیں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں جو فلیٹ پوتے کے نام کیا گیا ہے، اگر اسے اس پر قبضہ نہیں دیا گیا تو وہ اس کی ملکیت شمار نہیں ہوگا جیسے کہ سوال میں وضاحت موجود ہے کہ والدہ نے فلیٹ اپنے قبضہ میں رکھا اور اس کا کرایہ خود استعمال کرتی رہیں، کیونکہ ہبہ تام ہونے کے لئے قبضہ ضروری ہے۔

باقی اگر سارے ورثا عاقل بالغ ہوں اور اپنی مرضی سے یہ فلیٹ اسے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔ آپ کی مرحومہ بہن کو اپنے والد کے ترکہ میں سے حصہ ملے گا اور اگر والدہ کے ترکہ میں سے بھی آپ سب لوگ دینے پر راضی ہیں تو پھر اس طرح تقسیم کریں گے کہ والد اور والدہ کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد کو شرعاً سات حصوں میں تقسیم کریں، جس میں سے دو دو حصے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ ہر ایک بیٹی کو ملے گا۔ مرحومہ بہن کا حصہ اس کے ورثا میں تقسیم ہو جائے گا۔ ورثا کی تفصیل دے کر معلوم کر لیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری، صاحبزادہ مولانا عزیز احمد،
علامہ احمد میاں حمادی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی،
مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۳۷ ۲ تا ۸ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ جولائی ۲۰۱۸ء شمارہ: ۲۷

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ
حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

انتخابات: یوم سیاہ، منصفانہ اور عبوری وزیر اعلیٰ پنجاب	۵	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
حج... کچھ اہم آداب و احکام	۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
حج... ایک سعادت اور عبادت	۱۰	مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی
ووٹ کی شرعی حیثیت	۱۳	مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ
ماسٹر تاج الدین انصاریؒ	۱۶	پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر
مولانا شجاع آبادی کے تبلیغی اسفار	۱۸	ادارہ
نزول عیسیٰ علیہ السلام (آخری قسط)	۲۲	حافظ عبید اللہ
دینی مدارس کے طلباء سے چند گزارشات	۲۶	مولانا زاہد الراشدی

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

سحبان الہند حضرت
مولانا احمد سعید دہلوی

علم اور امر بالمعروف

حدیث قدسی ۵: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں فرمائے گا: اے جماعت علماء! میں نے تم کو علم اسی غرض سے دیا تھا کہ وہ تعلق ظاہر کروں جو مجھ کو تمہارے ساتھ ہے۔ کھڑے ہو جاؤ! میں نے تمہاری مغفرت کردی۔ (ترغیب) یعنی علم عطا کرنے کی وجہ سے اس مخصوص تعلق کا اظہار ہو جو مجھ کو علماء کے ساتھ ہے۔

ادب

حدیث قدسی ۱: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو ان کو چھینک آئی تو انہوں نے کہا: الحمدللہ! (آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ تعالیٰ کی حمد کی)، خدا تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: یرحمک اللہ یا آدم! (اللہ تجھ پر رحم کرے، اے آدم!) تم فرشتوں کی جماعت جو بیٹھی ہے اس کے پاس جاؤ اور جاکر کہو: السلام علیکم! فرشتوں نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! پھر آدم لوٹ آئے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیری اور تیری اولاد کی آپس میں دعا ہے۔ (ترمذی بطولہٖ) یعنی ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو السلام علیکم کیا کریں۔

حدیث قدسی ۲: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صفات پر پیدا کیا، ان کا قد ساٹھ ذراع تھا، جب ان کو پیدا کیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ فرشتوں کی وہ جماعت جو بیٹھی ہے ان کے پاس جاؤ اور دیکھو وہ تمہارا کس طرح استقبال کرتے ہیں اور تم کو کیا دعا دیتے ہیں؟ وہی تمہاری اور تمہاری اولاد کا باہمی تحیہ ہوگا، پس حضرت آدم علیہ السلام گئے اور کہا: السلام علیکم! انہوں نے جواب میں کہا: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! ملائکہ نے ورحمۃ اللہ بڑھا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم علیہ السلام کی شکل وشمائل پر ہوگا اور اس کا قد ساٹھ گز لمبا ہوگا۔ مخلوق کا قد چھوٹا ہوتا گیا، یہاں تک کہ اب اس حالت میں ہے۔ (بخاری ومسلم) پہلے لوگوں کا قد نسبتاً بڑا ہوتا تھا، اسی کو ساٹھ ذراع سے تعبیر کیا ہے، ذراع نصف ہاتھ کا ہوتا ہے۔

حضرت مولانا مفتی
محمد نعیم دامت برکاتہم

جماعت کی نماز

س:......فقہاء کے نزدیک کن کن لوگوں کو جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے؟

ج:...... ہر وہ عاقل، بالغ، آزاد مرد جو کسی حرج اور مشقت کے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے پر قدرت رکھتا ہو اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو جماعت سے نماز پڑھنا اس پر واجب ہے

س:...... جماعت کے بغیر نماز کی اجازت کے لئے فقہاء نے کیا کیا عذر بتلائے ہیں؟

ج:...... بعض عذر ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں فقہاء نے جماعت کی نماز چھوڑنے کی اجازت دی ہے، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

۱:... ایسی بیماری جس کی وجہ سے بیمار چل پھر نہ سکے اور مسجد تک پہنچنے میں انتہائی تکلیف ہو۔

۲:... اپاہج۔ ۳:... فالج زدہ۔ ۴:... نابینا۔

۵:... انتہائی بوڑھا جو چلنے پھرنے سے بھی عاجز ہو۔

۶:... جماعت کے اوقات میں موسلا دھار اور زوردار بارش کا برستے رہنا۔

۷:... مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ کا ہونا، جس میں چلنا بھی سخت دشوار ہو۔

۸:... سخت سردی کا ہونا جس کی وجہ سے مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے یا پہلے سے موجود بیماری کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔

۹:... انتہائی سخت اندھیرا ہو جس سے راستہ بھی نظر نہ آئے۔

۱۰:... آندھی اور تیز ہوا کا چلنا (یہ عذر رات کے وقت میں تو تسلیم کیا گیا ہے، دن کے وقت میں آندھی اور تیز ہوا کو عذر نہیں تسلیم کیا گیا)۔

۱۱:... کسی مریض کی خدمت اور تیمارداری کرتے ہوئے خوف ہو کہ جماعت کی نماز کے لئے چلے جانے سے مریض کو تکلیف ہوگی۔

۱۲:... مسجد میں جاتے ہوئے کسی دشمن یا ظالم کے مل جانے کی وجہ سے جان یا مال کے ضائع ہو جانے کا خوف ہو۔

۱۳:... کہیں سفر میں جانا ہو اور جماعت کی نماز کی ادائیگی کی وجہ سے دیر ہو جائے اور کام کا سخت حرج ہو جائے (سفر میں جانے والے نماز کا وقت ہونے پر اپنی علیحدہ جماعت کا اہتمام کر سکتے ہیں)۔

۱۴:... پیشاب، پاخانہ یا گیس کا انتہائی غلبہ ہو۔

۱۵:... سخت بھوک کی حالت ہو، وغیرہ وغیرہ۔

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

انتخابات

ہیومن رائٹس اور عبوری وزیراعلیٰ پنجاب

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفیٰ

آج ۴؍جولائی کے ایک قومی اخبار میں پہلے صفحہ پر دو خبریں ہیں جو تعجب انگیز ہیں۔

ا...... ’’ہیومن رائٹس کمیشن نے مطالبہ کیا ہے کہ ۲۰۱۸ء کے الیکشن میں قادیانیوں کو بطور مسلمان ووٹ کاسٹ کرنے کا حق دیا جائے۔ ورنہ اس کے بغیر الیکشن کو منصفانہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔‘‘ ہیومن رائٹس کمیشن سے کوئی پوچھے کہ:

الف...... پاکستان ایک جمہوری ملک ہے جس کی منتخب قومی اسمبلی وسینیٹ نے کئی ماہ کے مسلسل غور وفکر اور قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر ولاہوری گروپ کے صدرالدین وغیرہ کا مؤقف سننے بمکمل بحث ومباحثہ کے بعد ایک قانون منظور کیا، جس کی رو سے قادیانی غیرمسلم اقلیت قرار پائے۔

ب...... پاکستان کی سول عدالتوں سے لے کر سپریم کورٹ (عدالت عظمیٰ) تک سب ہی نے کئی کیسوں کی کامل چھان بین، تحقیق وتفتیش اور دونوں فریق (قادیانی ومسلم) کو سننے کے بعد فیصلے دیئے کہ قادیانی مسلم سوسائٹی، امت مسلمہ کا حصہ نہیں ہیں۔

ج...... روئے زمین کے تمام مسلم ادارے، شخصیات، دارالافتاء اس پر متفق ہیں کہ قادیانی مسلمان نہیں۔

د...... رابطہ عالم اسلامی کے اجلاس مکہ مکرمہ میں پوری دنیا کی مسلم تنظیموں کے سربراہان نے متفقہ طور پر قرار دیا کہ قادیانی مسلمانوں سے ایک علیحدہ گروہ ہے۔ ان کا اسلام اور اہل اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان تمام حقائق کے ہوتے ہوئے ایک این. جی. او کو کیا حق پہنچتا ہے کہ منتخب حکومت کی منتخب پارلیمنٹ، ایک آزاد جمہوری ملک کی آزاد عدالت عظمیٰ اور عالم دنیا کے ممتاز مسلم اداروں کے فیصلے کے خلاف یہ مطالبہ کرے کہ انہیں مسلمانوں میں شامل کیا جائے؟

کیا کسی این. جی. او کو حق حاصل ہے کہ وہ امریکہ وبرطانیہ، چائنا یا رشیا (روس) کی پارلیمنٹ کے فیصلوں کو چیلنج کرے؟ ان کے فیصلہ کے خلاف اپنی رائے کو منوانے کی جرأت کرے؟ اگر نہیں اور قطعاً نہیں تو پھر پاکستان کی جمہوری پارلیمنٹ اور عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کو وہ کیوں چیلنج کرنے کی جرأت کر رہے ہیں؟ دنیائے جمہوریت میں پارلیمنٹ اور عدالتوں کے فیصلوں کو احترام کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہاں ہمارے ملک کے ساتھ ان کا دوہرا رویہ کیوں؟ اگر امریکہ ویورپ کے جمہوری فیصلوں کا احترام ہے تو پاکستان کے جمہوری فیصلہ کو کیوں تنقید کے نشانہ پر رکھا جارہا ہے؟ اس کے لئے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قادیانی خود کو مسلمان کہتے ہیں، لہٰذا ان کو آزادی عقیدہ کا حق ملنا چاہئے۔

بہت خوب! لیکن اس دلیل میں بھی دھوکہ دہی شامل ہے۔ قادیانی صرف خود کو مسلمان نہیں کہتے بلکہ ساتھ ہی روئے زمین کے تمام مسلمان جو

مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل نہیں ان تمام عالم دنیا کے مسلمانوں کو غیر مسلم کہتے ہیں۔ تو کیا ان کو اپنے عقیدہ آزادی میں یہ حق بھی سونپ دیا جائے کہ وہ روئے زمین کے مسلمانوں کو غیر مسلم کا سرٹیفکیٹ عنایت کریں؟

علاوہ ازیں اس کا یہ معنی ہوا کہ قادیانیوں کا حق ہے کہ ان کو عقیدہ کی آزادی ملے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ آپ ﷺ کے بعد مدعی نبوت (جیسے مرزا غلام احمد قادیانی) اور اس کے ماننے والے مسلمان نہیں، اس عقیدہ کے اظہار کا مسلمانوں کو حق حاصل نہیں۔ گویا غیر مسلم اقلیت، مسلم اکثریت کو غیر مسلم کہے۔ لیکن مسلم اکثریت کو غیر مسلم اقلیت کو غیر مسلم کہنے کا حق حاصل نہیں۔ ''ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے۔'' برطانیہ میں ''جیسز وٹنس (Jesus Witness)'' ایک گروہ ہے جو خود کو مسیحی کہلاتا ہے۔ برطانیہ حکومت، مسیحی عوام اس گروہ کو مسیحی تسلیم نہیں کرتے۔ ان کا موقف ہے کہ یہ اقلیتی گروہ مسیحی شناخت کو مجروح کر رہا ہے، یہ مسیحی نہیں ہے۔ یہی موقف قادیانیوں سے متعلق عالم اسلام کے مسلمانوں کا ہے۔ ایک بات جو برطانیہ میں صحیح ہے وہ باقی دنیا میں غلط کیوں؟

ہیومن رائٹس کمیشن کو یاد رکھنا چاہئے کہ تسکین خاطر رکھیں۔ اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے دنیا کی کوئی طاقت اب قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل نہیں کر سکتی۔ وہ دن گئے جب خلیل خان فاختہ اڑایا کرتے تھے۔

۲......اخبار میں خبر تھی کہ'' پنجاب کے عبوری وزیر اعلیٰ حسن عسکری سے ملتان میں ایک اخباری نمائندہ نے پوچھا کہ ملتان کے آر. پی. او خدا بخش تھو کہ قادیانی کا تبادلہ کیا جائے گا؟ تو عبوری وزیر اعلیٰ نے کہا کہ کسی بھی عقیدہ کا شخص کہیں بھی ملازم ہو سکتا ہے۔''

ہمیں جناب عبوری چیف منسٹر سے اتفاق کلی اتفاق ہے کہ کسی بھی عقیدہ کا شخص کہیں بھی ملازم ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ملک بھر میں کسی مسیحی، کسی ہندو کے متعلق کبھی کسی نے مطالبہ نہیں کیا کہ اس کو ہٹایا جائے۔ صرف قادیانی افسر کے متعلق یہ مطالبہ کیوں کیا گیا؟ کیا اس پر کسی وقت حکمرانوں نے ٹھنڈے دل سے غور کیا؟ وجہ یہ ہے کہ عقیدۃً ہر قادیانی جماعتی نظم کے حوالے سے پابند ہے کہ وہ قادیانیت کی اپنے حلقہ میں تبلیغ کرے۔ دنیا جانتی اور مانتی ہے کہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی کو پاکستان کا وزیر خارجہ بنایا گیا تو وہ پاکستان کے خزانہ سے آب ودانہ لے کر پوری دنیا میں قادیانیت کی متعفن لاش وزارت خارجہ کے کندھے پر لے کر ملکوں ملکوں پھرا۔ بقول جناب مجید نظامی مرحوم: اس نے پوری دنیا میں پاکستانی سفارت خانوں کو قادیانیت کے تبلیغی اڈوں میں تبدیل کر دیا تھا۔ دور نہ جائیے کہ یہی جناب خدا بخش تھو کہ خوشاب میں ڈی. پی. او تھے تو گروٹ کے تھل کے چکوک میں قادیانیوں کے تبلیغی جلسے کرانا، ان کی خود صدارت کرنا، پوری پولیس کو قادیانی تبلیغی جلسوں میں شریک کرنا، مسلمانوں کو مرعوب کرنا، قادیانیوں کو پالنا، اس نے اپنے اوپر فرض کر رکھا تھا۔ کیا جناب عسکری صاحب یہی چاہتے ہیں کہ وہی کھیل ملتان میں بھی قادیانی آزادی سے کھیل سکیں؟ یہ ان کی بھول ہے کہ پاکستان کا قادیانی، قادیانیت کی تبلیغ سے مسلمانوں کو مرتد بنائے۔ یہ کسی بھی طرح قابل قبول نہیں۔

پھر صرف یہ نہیں، بلکہ دنیا جانتی ہے کہ جناب خدا بخش تھو کہ جناب میاں شہباز شریف کی ناک کا بال ہے۔ تھو کہ صاحب کے داماد اور بھتیجے جناب وقاص تھو کہ قادیانی کو ڈیرہ غازی خان کا ڈی. پی. او لگا دیا ہے۔ یہ بھی میاں شہباز شریف کا چہیتا ہے۔ جناب شہباز شریف ڈیرہ غازی خان سے الیکشن میں حصہ لے رہے ہیں تو وہ اپنی سرکاری حیثیت سے فائدہ اٹھا کر الیکشن میں میاں صاحب کے لئے ہاتھ پاؤں نہیں ماریں گے؟ کیا اس سے الیکشن کی شفافیت پر حرف نہیں آئے گا؟ یہ وہ مسائل ہیں جن پر عبوری وزیر اعلیٰ کو غور کرنا چاہئے، نہ کہ قادیانیوں کی وکالت۔ قادیانی پاکستان کی ملازمت کریں، غیر مسلم بن کر، مسلمانوں میں قادیانیت کی تبلیغ کر کے افراتفری، اشتعال، لاقانونیت پھیلائیں تو اس کی نہ قانون اجازت دیتا ہے نہ اخلاق۔ نہ وقت کے حالات، اور یہی ہمارا مطالبہ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

حج کچھ اہم آداب واحکام

مولانا خالدسیف اللہ رحمانی

وارفتگانِ عشق کا کارواں سوئے حرم رواں دواں ہے،لبیک اَللّٰھم لبیک کی صدائیں-کیا فضائیں،کیا سمندر اور کیا خشکی؟-ہر طرف گونج رہی ہیں،خدا کے بندے ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے حکم پر تنہا ہی لبیک کی آواز لگائی تھی؛لیکن کیسی مقبول تھی یہ آواز جو آج مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پوری دنیا کا احاطہ کئے ہوئی ہے اور ہر طرف سے راہِ محبت کے مسافر کفن لپیٹے ہوئے صحرائے عرب کے ایک چوکور پتھر کے مکان کی طرف بڑھ رہے ہیں، یہ سادہ نقشہ کی عمارت قبلۂ نماز بھی ہے،قبلۂ محبت بھی اور قبلۂ احترام بھی،مبارک ہیں وہ لوگ جو اس سفر سعادت سے بہرہ مند ہو رہے ہیں، قابل رشک ہیں وہ ہستیاں جنھیں اس در تک حاضری کی سعادت نصیب ہورہی ہے،خوش قسمت ہیں وہ اہل ایمان جو حرمین شریفین کے دیدار سے اپنے دیدۂ چشم کو سجائے ہوئے ہیں اور ربِ کائنات سے محبت کرنے والوں کی فہرست میں اپنا نام لکھائے ہوئے ہیں۔لیکن یہ سفر جتنا مبارک ہے اس کے تقاضے بھی اتنے ہی زیادہ ہیں،اگر اس سفر کا حق ادا نہیں کیا گیا تو خدا کی طرف سے پکڑ کا اندیشہ بھی اسی قدر ہے،جو عمل جس قدر اونچا ہوتا ہے اس میں کوتاہی اسی قدر نقصان بھی پہنچاتی ہے،اگر کوئی شخص دو فٹ کی بلندی سے گر جائے تو معمولی چوٹ سے دوچار ہوگا؛لیکن اگر کوئی شخص دو سو فٹ کی بلندی سے گرے تو جسم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا؛اسی لئے مسافرانِ حرم کو چاہئے کہ حج جیسی عبادت کو اس کے پورے حقوق کے ساتھ ادا کریں اور زیادہ سے زیادہ احتیاط کا راستہ اختیار کریں؛کیوں کہ عمر بھر میں ایک ہی بار حج فرض ہے، اس کے بعد اگر آپ کو سفر حج نصیب ہو تو وہ حج نفل ہوگا فرض نہیں ہوگا،حج ایسی عبادت ہے جس میں کثیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے اور جسمانی مشقت بھی نماز روزہ سے کہیں بڑھ کر ہے؛اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:حج بھی ایک طرح کا جہاد ہے،"الحج جھاد" (سنن ابن ماجۃ، کتاب المناسک، باب الحج جھاد النساء، حدیث نمبر:۲۰۹۲)،نیز بعض روایتوں کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے بارے میں فرمایا کہ حج ان کے لئے جہاد کے درجہ میں ہے؛لہٰذا جو عبادت اتنے اخراجات اور اتنی مشقت سے کی جارہی ہے اور جسے آئندہ پھر کبھی بطور فرض کے ادا کرنے کا موقع نہیں ہے،اس میں جس قدر احتیاط سے کام لیا جائے اور مستحبات وآداب کا اہتمام کیا جائے کم ہے،اسی پس منظر میں چند ضروری امور کی طرف حج کے لئے جانے والے عازمین کو متوجہ کیا جاتا ہے۔بعض مسائل وہ ہیں جن میں قرآن وحدیث کے احکام بالکل واضح ہیں،ان میں فقہاء کے درمیان اختلاف رائے نہیں پایا جاتا،بعض مسائل میں ایسی تعبیر اختیار کی گئی ہے کہ ایک سے زیادہ رایوں کی گنجائش ہے؛اس لئے ان میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے،یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے کہ دُشواری کے وقت علماء اس اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس رائے کو اختیار کرسکتے ہیں،جس میں سہولت ہو،جیسے دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں تین عمل کرنے ہوتے ہیں،جمرات پر کنکری مارنا، قربانی کرنا اور بال منڈانا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی ترتیب سے ان تینوں کاموں کو انجام دیا ہے، بعض صحابہؓ اس ترتیب کو باقی نہیں رکھ سکے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ حال عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے،"افعل ولا حرج" (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب الفتیا وھو واقف علی الدابۃ وغیرھا، حدیث نمبر:۸۳) — اب حرج نہ ہونے کا دو مطلب ہوسکتا ہے:ایک یہ کہ اس میں کوئی دم واجب نہ ہوگا؛گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیوی حرج کو دور فرمایا،دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ آخرت میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا،یعنی اخروی حرج کی نفی کی گئی،اب بعض فقہاء نے پہلا معنی مراد لیا اور انہوں نے کہا کہ دسویں تاریخ کے ان تینوں افعال میں ترتیب واجب نہیں اور کوئی شخص ترتیب کی رعایت نہ کرپائے تو دم واجب نہ ہوگا،امام ابوحنیفہؒ نے دوسرا معنی مراد لیا،یعنی ترتیب واجب تو ہے اور اس کی رعایت نہ کرنے پر دم بھی واجب ہوگا؛لیکن گناہ نہیں ہوگا،آج کل اژدہام کی کثرت،شرعی احکام سے ناواقفیت،لوگوں کی قیام گاہ سے قربان گاہ کی دوری کے باعث اس ترتیب کو باقی رکھنے میں قابل لحاظ مشقت ہوتی ہے،اس لئے موجودہ دور کے اکثر علماء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ سلف صالحین کے اختلاف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پہلی رائے پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔مگر ایسے مسائل میں جہاں تک ممکن ہو بہتر طریقہ یہ ہے کہ جس رائے میں زیادہ احتیاط ہو اس پر عمل کیا جائے؛تاکہ حج جیسی عبادت کی ادائیگی ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوجائے،اسی کی ایک مثال عمرہ اور حج

کے افعال مکمل ہونے کے بعد بال کٹانے کی ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک محض تین بال کا کاٹ لینا بھی کافی ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کم از کم چوتھائی حصہ کے بال کا کٹانا ضروری ہے، امام مالکؒ کے نزدیک پورے سر کا منڈانا یا کٹانا ضروری ہے، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے سر کے بال منڈائے ہیں، پہلے دونوں نقطۂ نظر کے حاملین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو استحباب کے درجہ میں رکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ اس میں احتیاط پورے سر کا بال منڈانے یا کٹانے میں ہے؛ کیوں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل رہا ہے اور اس کے درست بلکہ کم سے کم افضل ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں؛ اس لئے اگر کسی مسئلہ میں اختلاف رائے ہو اور اربابِ افتاء نے لوگوں کی مشکلات پر نظر کرتے ہوئے آسان رائے پر عمل کرنے کی گنجائش نکالی ہو تو اس پر عمل کرنے کی گنجائش ہے، اور اگر آپ کا کوئی ساتھی اس رائے پر عمل کر رہا ہو تو اس کو خطا کار یا حقیر سمجھنا قطعاً غلط ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اُمت کے لئے آسانی کے پہلو کو اختیار کرتے تھے؛ لیکن کوشش بہر حال ایسی رائے پر عمل کرنے کی ہونی چاہئے، جس میں احتیاط کا پہلو ہو اور جس پر عمل کر کے انسان اختلاف سے بچ سکتا ہو، یہ بات اس لئے اہم ہے کہ حج کے درمیان بعض لوگ حاجیوں کو اختلافی مسائل میں کسی معقول ضرورت کے بغیر ایسے عمل کا مشورہ دیتے ہیں جو جمہور فقہاء کے نزدیک درست نہیں؛ اس لئے مسائل ان علماء و اربابِ افتاء سے معلوم کرنے چاہییں جن کے علم و فضل پر آپ کو تجربہ کی بنیاد پر اعتماد ہو، نہ یہ کہ ہر مسئلہ بتانے والے کی بات کو قبول کرتے چلے جائیں۔ عبادتوں کا مقصد اپنی خواہش پر اللہ کی خوشنودی کو غالب کرنا ہے، اگر وہاں بھی انسان اپنی خواہش کا غلام بنا رہے تو یہ افسوس کی بات ہے، بہت سے موقعوں پر اس کی مثالیں سامنے آتی ہیں، جیسے حج میں بال کا منڈانا بھی جائز ہے اور کٹانا بھی؛ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار بال منڈانے والوں کے حق میں رحمت خداوندی کی دعا کی ہے اور ایک بار بال کٹانے والے کے حق میں۔ (مسلم: عن عبد اللہ بن عمرؓ، حدیث نمبر: ۴۶-۳۱۴۵) یقیناً ہر مسلمان کی آرزو ہوتی ہے کہ ایک دفعہ کے بجائے تین دفعہ اپنے آقا کی دعا پائے؛ لیکن بعض نوجوانوں پر بال کی محبت اس قدر غالب ہوتی ہے کہ حج جیسے مبارک موقع پر بھی وہ اپنی اس چاہت کو قربان کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ حج جیسی عبادت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ اس میں خالص حلال مال خرچ ہو، مالِ حرام کی آمیزش نہ ہو، جہاں سود اور قمار کے ذریعہ حاصل ہونے والا پیسہ حرام ہے، وہیں رشوت، جبری وصولی اور ناجائز قبضہ وغیرہ کے ذریعہ بھی حاصل ہونے والے مال سے حج کرنا درست نہیں، اگر کسی شخص نے ایسے مال سے حج کیا تو گو فریضہ حج ادا ہو جائے گا؛ لیکن اندیشہ ہے کہ اس کی عبادت اللہ کے نزدیک مقبول نہ ہو: ''ویجتهد فی تحصیل نفقة حلال فانه لا یقبل بالنفقة الحرام کما ورد فی الحدیث مع انه یسقط الفرض عنه معها'' (ردالمحتار: ۴۵۳/۳) اس لئے حج کے لئے حلال مال کے استعمال کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، نیز حرام سے توبہ کرنی چاہئے اور توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جو مالِ حرام متعین طور پر اس کے پاس موجود ہو، اسے بلا نیت ثواب صدقہ کر دے۔ افسوس کہ حج میں بعض دفعہ فرائض و واجبات کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا، بعض حضرات فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں؛ حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کفر و شرک اور ایمان کے درمیان نماز کا ترک کرنا معیار ہے: ''بین الرجل وبین الشرک والکفر ترک الصلاة'' (مسلم عن جابر بن عبد اللہؓ، کتاب الایمان، باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاة، حدیث نمبر: ۲۵۶) اسی طرح بعض حضرات حرمین شریفین میں رہنے کے باوجود جماعت کا اہتمام نہیں کرتے، حالاں کہ جو لوگ مسافر نہ ہوں، ان کے حق میں جماعت واجب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اپنی ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کے گھروں کو نذرِ آتش کر دوں۔ (ابوداؤد عن ابی ھریرۃؓ، حدیث نمبر: ۵۴۸) ایسی وعیدوں کا کوئی شخص حرم شریف جیسی مبارک جگہ میں مستحق قرار پائے تو اس کی حرماں نصیبی کی بھی کوئی انتہا ہوگی؟ اس لئے حجاج مرد و خواتین کو نمازوں کا اور انہیں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے۔ حج کے منکرات میں ایک غیر محرم کے ساتھ اختلاط بھی ہے، کمروں میں مردوں اور عورتوں کا مشترک قیام رہتا ہے، اس میں ایک دوسرے کے غیر محرم بھی ہوتے ہیں، مسجدوں کو جانے اور آنے کے اوقات مختلف ہوتے ہیں، اس کی وجہ سے بعض دفعہ غیر محرم کے ساتھ تنہائی کی بھی نوبت آجاتی ہے، یہ نہایت ہی قبیح بات ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اجنبی مرد و عورت کی تنہائی ہوتی ہے تو اس میں تیسرا شیطان ہوتا ہے، نیز مردوں اور عورتوں کا اس طرح مخلوط قیام نیک طبیعت مرد و خواتین کے لئے گرانی کا باعث بھی بنتا ہے؛ اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ چند افراد مل کر اس طرح نظم بنائیں کہ ایک کمرہ مردوں کے لئے مخصوص کر دیں اور ایک کمرہ عورتوں کے لئے؛ تاکہ بدنگاہی، بے پردگی اور اختلاط کے گناہ سے بھی بچیں اور دونوں کو بے تکلف ماحول میں رہنے کا بھی موقع ملے۔ حج کے سفر میں خرید و فروخت کی ممانعت نہیں ہے؛ لیکن اس سے

ایسا اشتغال اور ایسی رغبت بھی نہ ہو کہ گویا سفرِ حج کا مقصود ہی یہی ہے، یہ عبادت کی روح کے منافی ہے، افسوس کہ بہت سے لوگ حرمین شریفین میں پہنچتے ہی خرید و فروخت کا پروگرام بنانا اور حریصانہ نظر سے بازاروں کا جائزہ لینا شروع کردیتے ہیں اور جن کا واپسی کا سفرِ حج کے بعد قریب ہوتا ہے ان میں سے بعض حضرات کو تو دیکھا گیا ہے کہ وہ منیٰ ہی سے خریداری کا نقشہ تیار کرنے لگتے ہیں کہ کس کے لئے کیا سامان خرید کرلے جانا ہے؟ یہ یقیناً قابل افسوس ہے، حج وہ جگہ ہے جہاں سے انسان کو زرق برق مادی لباس کے بجائے ''لباسِ تقویٰ'' لے کر جانا چاہئے، جہاں سے سونا چاندی کے بجائے زیورِ عمل کی سوغات اس کے ساتھ ہونی چاہئے، جہاں سے غذائے جسمانی کے بجائے غذائے روحانی کا توشہ لے کر اسے لوٹنا چاہئے؛ لیکن بہت سے حجاج مادی اسباب عشرت کی بہتات لے کر واپس ہوتے ہیں اور جہاز کا عملہ ان کے سامانوں کے ڈھیر کو دیکھ کر پریشان ہوجاتا ہے، حرمین شریفین سے اگر کوئی چیز لانے کی ہے تو وہ وہاں کے تبرکات ہیں، یعنی مکہ مکرمہ سے آبِ زم زم اور مدینہ منورہ سے کھجوریں نہ کہ متاعِ عیش و عشرت! بعض حجاج خریدنے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ سفرِ حج کو تجارتی سفر بھی بنالیتے ہیں، ادھر ایک سلسلہ بعض افراد نے قربانی کے جانور فروخت کرنے کا شروع کر رکھا ہے، جس میں متعدد واقعات دھوکہ اور خیانت کے پکڑے گئے ہیں، اس لئے ایسی چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔ عبادت کی روح، اخلاص وللہیت ہے اور اخلاص کی ایک علامت اپنے نیک اعمال کو چھپانا اور اس کی تشہیر سے بچنا ہے؛ لیکن افسوس کہ آج کل حج وعمرہ کی بھی باضابطہ تشہیر کی جاتی ہے، اخبارات میں مصور اشتہارات دیئے جاتے ہیں کہ فلاں صاحب حج کے لئے جارہے ہیں، خبریں بھی چھاپی جاتی ہیں، افسوس کہ عوام اور دنیا دار سمجھے جانے والے لوگ ہی نہیں، وہ لوگ بھی اس میں مبتلا ہیں جو اصلاح وارشاد کی مسندوں پر متمکن ہیں، یہ نہایت قابل افسوس بات ہے، حج کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ اس میں تجارت، دکھاوا اور تشہیر سے بچایا جائے: ''ویجرد سفرہ عن التجارۃ والریاء والسمعۃ والفخر'' (فتح القدیر: ۲/۴۰۷) حج کا سفر ہے ہی مشقت و مجاہدہ کا سفر؛ اس لئے اسے بخوشی برداشت کرنا چاہئے اور جذبۂ ایثار کے ساتھ عزمِ سفر کرنا چاہئے، سفرِ عشق ومحبت کھونے کا سفر ہوتا ہے، اس میں کھونا ہی پانا ہے اور اس میں لٹ جانا ہی سرفرازی ہے، سفرِ حج میں بہت سے مواقع باہمی کشاکش کے آتے ہیں، تکان اور مشقت اس احساس کو اور بھی سوا کردیتی ہے؛ اس لئے اگر آدمی پہلے سے ذہن بنالے کہ ہم اپنے حصہ سے کسی قدر کم پر راضی ہوجائیں گے اور اپنے بھائی کے حق میں ایثار سے کام لیں گے تو نہ صرف آخرت میں وہ اجر کا مستحق ہوگا؛ بلکہ اپنے ساتھیوں کے درمیان بھی وہ محبوب و پسندیدہ شخص بن کر رہ سکے گا۔ حرمین شریفین کا تقدس، اس کی عظمت اور رشتہ ایمان کی وجہ سے اس سے جو محبت ہے، اس کا تقاضا ہے کہ وہاں کے لوگوں، وہاں کی چیزوں اور وہاں کی خوبیوں کو سراہا جائے اور خامیوں اور پریشانیوں کے ذکر سے گریز کیا جائے؛ کیوں کہ ان مبارک مقامات سے محبت دراصل ایمان کا حصہ ہے، انسان کو اپنے والدین اور اولاد سے محبت ہوتی ہے تو وہ ان کی خامیوں میں بھی خوبیوں کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے؛ اس لئے زبان کو محتاط رکھنے کی ضرورت ہے، بہت سے لوگ یہاں پہنچ کر بھی شکایت کا دفتر کھولے رہتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے بارے میں فرمایا کہ اس کی مثال ایک بھٹی کی سی ہے، جو خراب حصے کو اچھے حصہ سے الگ کردیتی ہے۔ (مسلم، حدیث نمبر: ۳۳۵۵) تو اگر ان مقامات کی محبت سے کسی مسلمان کا سینہ خدانخواستہ لبریز نہ ہو، یہاں کی فضائیں اور یہاں کی چیزیں دل کو نہ بھائیں تو ایمان میں کمزوری کی علامت ہے؛ اس لئے ایسی باتوں سے خوب احتیاط کرنی چاہئے؛ بلکہ وہاں کے لوگوں کی کمزوریوں سے بھی درگذر کرنا چاہئے اور اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ انسان اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں پر نظر رکھے۔

☆☆..........................☆☆

قادیانیوں کے لئے لفظ ''احمدی'' استعمال کرنے کی ممانعت

اسلام آباد (امت نیوز) اسلام آباد ہائی کورٹ نے حکم دیا ہے کہ قادیانیوں کے لئے لفظ ''احمدی'' استعمال نہ کیا جائے اور شناخت واضح کرنے کے لئے ان کے نام کے ساتھ قادیانی، غلام مرزا یا مرزائی لگایا جائے۔ فیصلے میں کہا گیا کہ قادیانیوں کو نام کے آخر میں احمد لگانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ وہ غیر مسلم ہیں اور احمد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ اس حوالے سے عدالت نے سورۃ الصف کی آیت ۶ کا حوالہ بھی دیا۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا کہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن ہر مسلمان کے لئے باعث مسرت واطمینان تھا جب پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے لئے ۱۹۷۳ء کے آئین میں دوسری ترمیم کا بل بھاری اکثریت سے منظور کیا مگر قادیانیوں کے دونوں گروپوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کے بعد ان کی علیحدہ شناخت واضح رکھنے کے لئے موثر اقدامات نہیں کئے گئے اور قادیانیوں نے مختلف چال بازیوں سے اس ترمیم کے مقاصد کو ناکام بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ فیصلے میں کہا گیا کہ دیگر غیر مسلم اقلیتیں اپنے نام اور طریقۂ عبادت سے فوری پہچان میں آجاتی ہیں مگر قادیانیوں نے مسلمانوں جیسے نام رکھے ہوئے ہیں اور ان کی عبادت بھی مسلمانوں جیسی ہیں۔ (روزنامہ امت کراچی ۱۰ر جولائی ۲۰۱۸ء)

مناسک حج اور عمرہ

حج ایک سعادت اور عبادت

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

اللہ رب العزت نے اپنے اور اپنے بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ قائم کر رکھا ہے، جس کو ''عبدیت'' کہتے ہیں۔ اس رشتہ کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (الذاریات:۵۶)

عبدیت کے اس رشتہ کو مضبوط رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خاص بہانے پیدا فرمائے ہیں، جن سے عابد اور معبود کا تعلق اور رشتہ مضبوط رہتا ہے۔

حق تعالیٰ شانہ کا اپنے بندوں پر خاص فضل ہے کہ وہ اپنے دربار بلا کر ہر خاص و عام کو نوازتا رہتا ہے۔ بلندیٔ درجات اور مراتب سے اپنی حکمت کے تحت سرفراز فرماتا رہتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت تمام انسانوں کو برابر پیدا نہیں فرمایا، تمام انبیاء علیہم السلام کو تمام انسانوں میں خاص شرف عطا کیا ہے، عام انسانوں میں صحابہ کرامؓ کو خاص مرتبہ حاصل ہے، اسی طرح زمان اور مکان بھی برابر نہیں، بعض زمانوں کو بعض زمانوں پر، بعض مکان اور مقام کو بعض مکان اور مقام پر شرف حاصل ہے۔ جیسے بیت اللہ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کو جو مرتبہ اور مقام حاصل ہے، وہ دوسری جگہوں کو حاصل نہیں۔ مساجد اور عبادت گاہوں کو عام زمین سے بلند مرتبہ حاصل ہے۔ انسانوں اور جگہوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے زمانوں میں سے کچھ اوقات کو اپنے خاص قرب، محبت، مغفرت اور بخشش کا ذریعہ بنایا ہے۔

ابھی چند دن قبل رمضان المبارک کی بابرکت گھڑیاں گزری ہیں۔ عید الفطر کی خوشیاں منانے کے بعد حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے والے حج کی تیاریاں شروع کر دیں گے۔ اللہ رب العزت کے محبوب بندے اور بندیاں اپنی عبدیت کا فریضہ بجالا کر مزید اللہ کا قرب حاصل کریں گے۔ بڑے ہی خوش نصیب، سعادت مند اور قابل مبارک ہیں وہ حضرات جو اس سال حرمین شریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کریں گے۔ ہر مسلمان کے دل کی آرزو اور تمنا ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی میں ایک بار ضرور یہ سفر کرے اور حرمین شریفین کی برکتیں حاصل کرے۔

آداب و شرائط:

حرمین شریفین کا سفر جتنا عظیم سفر ہے، اتنے ہی اس کے آداب اور شرائط ہیں، چونکہ یہ سفر ہر خوش قسمت کو حاصل نہیں ہوتا، ''ایں سعادت بزور بازو نیست'' اس لئے اس سفر کا ایک ایک لمحہ وصول کرے۔ حرمین شریفین کی حاضری کو سعادت سمجھتے ہوئے نہایت ادب و احترام، محبت و عقیدت سے حاضری دے۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب اس کو کوئی نعمت ملتی ہے تو یہ سمجھ کر کہ میں ہی اس کے لائق تھا، نعمت کی ناقدری کر بیٹھتا ہے۔ سستی، کاہلی اور غفلت میں گھر جاتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عظیم سفر عام سفر نہیں ہے، لہٰذا اس قیمتی سفر کے بہت سے اہم تقاضے ہیں۔ ہر حج کرنے والے کو اس فریضہ کے بارے میں تمام معلومات ہونی چاہئیں۔ حج کے فرائض، واجبات، سنن، جائز، ناجائز اور مستحبات کے بارے میں پورا علم ہونا چاہئے۔ اگر ان معلومات کے بغیر سفر کیا تو ایسی غلطیاں ہوسکتی ہیں جن سے حج کا فریضہ پوری طرح ادا نہ ہوسکے۔ ثواب تو کجا الٹا گناہ ہونے کا خطرہ ہوجاتا ہے۔

حج بیت اللہ کا سفر نہایت ادب و احترام کے ساتھ ہونا چاہئے اور حرمین شریفین کی عظمت، محبت اور عقیدت کا احساس ہر لمحہ رہنا چاہئے۔ ان مقامات میں رہنے والوں سے بھی محبت و عقیدت اور ادب و احترام کا معاملہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ جو مرتبہ ادب و احترام سے ملتا ہے وہ ذاتی عبادات سے نہیں ملتا۔ ''باادب بانصیب'' اس سفر کے دوران اگر کوئی ناگوار بات ہو یا کوئی تکلیف پہنچے تو اس کا اظہار نہیں کرنا چاہئے بلکہ صبر اور شکر کے ساتھ اس کو برداشت کرنا چاہئے، بلکہ یہ مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ بہت سے لوگوں کو بلاوجہ تنقید یا برائی کرنے کی عادت ہوتی ہے، اس سے بچنا اشد ضروری ہے، ورنہ اس سے دینی اور دنیاوی نقصان ہوسکتا ہے۔

ہمیں اللہ تعالیٰ کا ہر لمحہ شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں حج بیت اللہ جیسی عظیم سعادت نصیب فرمائی، ورنہ کتنے ہی ہم سے اچھے اچھے لوگ اس سعادت سے محروم رہ گئے ہیں۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں جب

حاضری ہوتو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے میں وقت صرف کرنا چاہئے۔ دونوں جہاں کے سردار اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور عقیدت میں مستغرق ہوکر حاضری کی سعادت حاصل کرنی چاہئے۔

ہمیں اس بات کا بھی احساس اور لحاظ ضرور رکھنا چاہئے کہ اس سفر میں نیک اعمال کا اجر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ حدود حرم میں ایک نیکی کا اجر ایک لاکھ تک اور مسجد نبوی میں ایک نماز کا اجر پچاس ہزار تک بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح معمولی گناہ پر بھی بہت سخت سزا اور وعید ہے۔ لہٰذا اس مقدس سفر میں کسی طرح کی کوئی غلطی اور لغزش نہ ہونی چاہئے جو اللہ رب العزت کی ناراضی کا سبب ہو، اپنے تمام اعمال کو فکر مندی اور حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرتے ہوئے ہر لمحہ اور ہر موقع پر عنداللہ قبولیت کی دعائیں کرتے رہیں۔ موقع بموقع اپنے لئے، اپنے والدین، عزیز واقارب، پوری امت مسلمہ اور وطن عزیز کے لئے خوب خوب دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔ حق تعالیٰ شانہ اس محتاج اور خاکسار کو بھی مقبول حاضریاں نصیب فرمائے، آمین!

فضیلت عشرہ ذوالحجہ:

حج کی فضیلت سے قبل خیال ہوا کہ ذوالحجہ خصوصاً عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور فضیلت بھی ذکر کردی جائے تاکہ اس مہینہ کی اہمیت ذہن نشین ہوجائے۔ ذوالحجہ کا مطلب ہے: حج والا مہینہ، چونکہ اس مہینہ میں مسلمان حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں، اس لئے اس کو ذوالحجہ کہا جاتا ہے۔ اس ماہ کی شروع کی دس راتیں بڑی فضیلت کی ہیں۔ رمضان المبارک کے بعد ان دس راتوں کو خصوصی فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ فجر میں ان دس راتوں کو قسم کھائی ہے: "ولیال عشر" (الفجر:۲) "قسم ہے دس راتوں کی۔" ان راتوں سے مراد ذوالحجہ کی ابتدائی دس راتیں ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی دن ایسا نہیں جس میں عبادت اللہ کے نزدیک ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ ذوالحجہ کے دس دنوں میں سے ہر دن روزہ رکھنا ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

(مجمع الزوائد، ترمذی، ص:۱۵۸، ج:۱)

حج اور عمرہ کی فضیلت:

حج اسلام کا پانچواں اہم رکن ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج دین اسلام کے پانچ اہم ارکان ہیں۔ حج زندگی میں ایک بار صاحب ثروت اور صاحب نصاب شخص پر فرض ہوتا ہے۔ حج میں تمام عبادتوں کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ حج مالی اور جسمانی دونوں عبادتوں کا مجموعہ ہے، اجر وثواب اور مظہر عشق ومحبت ہونے کے اعتبار سے ایک نرالی عبادت ہے۔ احادیث مبارکہ میں حج وعمرہ کے فضائل بڑی کثرت سے ذکر کئے گئے ہیں۔

۱:..."قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من حج للّٰہ فلم یرفث ولم یفسق رجع کیوم ولدتہ امہ" متفق علیہ۔

(مشکوٰۃ، ص:۲۲۱)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج کیا، پھر اس میں نہ کوئی فحش بات کی اور نہ نافرمانی کی، وہ ایسا پاک صاف ہوکر آتا (لوٹتا) ہے جیسا ولادت کے دن تھا۔"

۲:..."قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینھما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ." متفق علیہ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ درمیانی عرصہ کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا کچھ اور نہیں ہوسکتی۔"

۳:..."عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ای العمل افضل؟ قال الایمان باللّٰہ ورسولہ. قیل ثم ماذا؟ قال الجھاد فی سبیل اللّٰہ قیل ماذا؟ حج مبرور." (بخاری ومسلم)

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا عمل؟ فرمایا: اللہ کے راستے میں جہاد کرنا، پھر عرض کیا گیا: اس کے بعد کون سا عمل؟ فرمایا کہ حج مبرور۔"

حج مبرور:

حج مبرور وہ ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور بعض کے نزدیک حج مقبول کا نام حج مبرور ہے اور بعض علماء کے نزدیک حج مبرور کہ جس میں ریا اور نام ونمود نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ جس کے بعد گناہ نہ ہو۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حج یہ ہے کہ حج کرنے کے بعد دنیا سے بے توجہی اور آخرت کی طرف رغبت پیدا ہوجائے۔

۴:..."تابعوا بین الحج والعمرۃ فانھما ینفیان الفقر والذنوب کما ینفی الکیر خبث الحدید والذھب والفضۃ ولیس للحجۃ المبرورۃ ثواب الا الجنۃ." (مشکوٰۃ، ص:۲۲۲)

ترجمہ: "پے در پے حج اور عمرے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں سے اس طرح صاف کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے، سونے اور چاندی کے میل کو صاف کردیتی ہے اور حج مبرور کا ثواب صرف جنت ہے۔"

دونوں حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاجی کے لئے جنت کو خوشخبری سنائی ہے:

۵:... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو حاجی سوار ہوکر حج کرتا ہے اس کی سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو پیدل حج کرتا ہے اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔

اللہ اکبر! حق تعالیٰ شانہ کا کس قدر فضل و احسان ہے کہ اس قدر نیکیاں اور ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے پچپن حج کئے تھے۔

۶:.... ''عن بریدۃؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم النفقۃ فی الحج کا لنفقۃ فی سبیل اللّٰہ بسبعمائۃ ضعف۔'' (طبرانی، بیہقی)

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے ایک روپیہ کا بدلہ سات سو (روپیہ) ہے۔''

۷:... ''عن عائشۃ قالت استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجہاد، فقال جہادکن الحج۔'' (مشکوٰۃ)

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں شرکت کی اجازت طلب کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔''

فرضیتِ حج:

حج ارکان اسلام میں سے اہم رکن ہے۔ نماز، روزہ اور زکوٰۃ کی طرح فرض عین ہے۔ صاحب نصاب اور ذی استطاعت شخص پر پوری زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ صاحب استطاعت سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مال دیا ہو کہ وہ اپنے وطن سے مکہ مکرمہ تک آنے جانے پر قادر ہو اور اپنے اہل و عیال کے مصارف واپسی تک برداشت کرسکتا ہو۔ حج فرض ہونے کی شرائط اس میں موجود ہوں تو حج کرنا فرض ہے۔ حج کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہے۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلاً وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۔'' (آل عمران:۹۷)

ترجمہ: ''اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ ہے حج بیت اللہ کرنا جو اس کے گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتے ہوں اور جس نے انکار کیا تو بے شک اللہ تعالیٰ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حج کی فرضیت کے ساتھ خلوص نیت کو بھی ذکر فرمایا ہے کہ فریضہ حج صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے ہونا چاہئے، ریاکاری اور دکھلاوے کے لئے نہ ہو، یا یہ کہ فریضہ حج کے وقت جو عمل بھی ریاکاری کی دعوت دیتا ہو، اس سے بچنا چاہئے اور ساتھ ساتھ یہ تنبیہ بھی فرمادی کہ جو شخص حج کی فرضیت کا انکار (صراحتاً) کرے وہ کافر ہے اور جو شخص حج پر قدرت رکھنے کے باوجود حج ادا نہ کرے اور وہ مرجائے تو اس کا عمل کفار کے مشابہ ہے۔ اس آیت میں ''ومن کفر'' کا اطلاق تہدید اور تاکید کے لئے ہے کہ یہ شخص کافروں جیسے عمل میں مبتلا ہوا ہے۔

اسی لئے فقہاء نے فرمایا کہ اس آیت کے جملہ میں ان لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو باوجود قدرت اور استطاعت کے حج نہیں کرتے کہ وہ اپنے اس عمل سے کافروں کی طرح ہوگئے ہیں۔ العیاذ باللہ! (معارف القرآن، ص:۱۲۲، ج:۲)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ تو حج محض سیر و تفریح کے ارادہ سے کریں گے اور میری امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا کہ تجارتی مال کچھ ادھر سے لے گئے اور کچھ اُدھر سے لے آئے اور علماء ریا و شہرت کی وجہ سے حج کریں گے (کہ فلاں مولانا صاحب نے پانچ حج کئے، دس حج کئے) اور غرباء بھیک مانگنے کی غرض سے جائیں گے۔ (کنزالعمال)

دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سلاطین اور بادشاہ تفریح کی نیت سے حج کریں گے اور غنی لوگ تجارت کی غرض سے اور فقراء سوال کی غرض سے اور علماء شہرت کی وجہ سے حج کریں گے۔ (اتحاف) اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس وعید سے محفوظ فرمائے، آمین!

حج کی فرضیت کے بارے میں سورۂ بقرہ میں ہے: ''وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ'' (البقرہ:۱۹۶) (اور حج و عمرہ اللہ ہی کے لئے کرو) یعنی دنیاوی کوئی غرض اور لالچ نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح حج کو جلد ادا کرنے کا حکم بھی حدیث میں مذکور ہے:

''عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: ومن اراد الحج فلیتعجل'' (ابوداؤد)

ترجمہ: ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص حج کا ارادہ کرے اس کو جلدی کرنا چاہئے۔''

اسی طرح ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ حج میں جلدی کرو، کسی کو کیا معلوم کہ بعد میں کوئی مرض پیش آجائے یا کوئی اور ضرورت درمیان میں لاحق ہوجائے۔ (کنزالعمال) ایک اور حدیث میں ہے کہ: ''حج نکاح سے مقدم ہے۔'' (کنزالعمال)

(جاری ہے)

ووٹ کی شرعی حیثیت

تحریر: مفتی عبدالمجید دین پوری شہیدؒ
ضبط وترتیب: مولانا قاضی محمد نسیم (کلاچی)

ووٹ امانت ہے اور اس کا صحیح استعمال اسلامی فریضہ ہے۔ اس اسلامی ذمہ داری کو مفاد پرستی، سڑکوں، گلی کوچوں، کھمبوں، ٹرانسفارمروں اور آلو پیاز کی بھینٹ نہ چڑھایا جائے۔ ملک پاکستان میں حالات دن بدن بدتر ہوتے جارہے ہیں۔ انتخابات میں ووٹ استعمال کرتے وقت اس کو خالص دنیاوی معاملہ سمجھا جاتا ہے، حالانکہ ووٹ امانت ہے اور اس کا صحیح استعمال دینی فریضہ ہے۔ اگر اہلِ وطن اس دینی امانت اور اسلامی فریضہ کی ادائیگی میں ہمیشہ کی طرح سستی اور کاہلی برتتے رہے تو نہ ملک کا کوئی طبقہ محفوظ رہے گا اور نہ ہی کوئی مقام۔ اگر ووٹ کا استعمال اسلامی فریضہ کی بجائے اپنے ذاتی مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا جاتا رہا تو خدانہ کرے یہ ملک ہی باقی نہ رہے گا۔ اہلِ وطن کی یہ روش جو ملک میں چل پڑی ہے، اگر یکسر تبدیل نہیں کی جائے گی تو ملک سے بدامنی، غربت و افلاس، بے روزگاری کا خاتمہ ناممکن ہوگا۔ جس طرح الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے کہ وہ انتخابات کو صاف شفاف رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے تو ساتھ ساتھ امیدواروں کے صاف شفاف ہونے کی ذمہ داری کا احساس بھی پوری تندہی سے ادا کرے۔ الیکشن کمیشن سے زیادہ ذمہ داری عوام ووٹروں کی ہے کہ وہ ووٹ کو امانت اور اسلامی ذمہ داری کے طور پر استعمال کریں۔ اکثر و بیشتر کئی دہائیوں سے دیکھا جارہا ہے کہ انتخابات کے شروع ہوتے ہی غریب عوام جو مہنگائی، غربت، بے روزگاری کے مارے ہوئے ہیں، اور مفاد پرست اشخاص اس وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے لیڈروں، پارٹیوں اور ان کے دلالوں سے کچھ وصول کرنے کے لئے دوڑیں لگانے لگ جاتے ہیں۔ نوکریوں کے حصول اور آلو پیاز کی فکر میں بے حسی، مفاد پرستی اور ضمیر کی کمزوری بلکہ ضمیر فروشی کا ثبوت دیتے ہوئے اور ملک کی بقاء کو داؤ پر لگاتے ہوئے اپنی عزتِ نفس اور اپنے بڑوں کی ناموس کو پس پشت ڈال کر یہ سوداگر چھوٹے بڑے بیوپاریوں کے دروازے کھٹکھٹانے لگ جاتے ہیں۔ الیکشن کی اصل روح اور اصل مقصد کسی کے پیش نظر نہیں ہوتا۔ ہر ایک امیدوار نے بھی اور ووٹروں نے بھی اپنے مفاد کو سب کچھ سمجھا ہوتا ہے، اور ان کے مدنظر چل کی خیر کل کی خیر ہوتی ہے۔ ووٹ استعمال کرنے کا مقصد ایسے باکردار لوگوں کو منتخب کرنا ہوتا ہے جو ملک کے خیر خواہ ہوں، ملکی مفاد، ملک کی بقاء اور استحکام کا درد رکھنے والے ہوں اور نفاذ شریعت ان کی اولین ترجیح ہو، نہ کہ ایسے آدمی کو منتخب کریں کہ جن کا نظریہ اور مشن صرف اور صرف اپنی تجوریاں بھرنا ہو، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ امیدوار خدا اور رسول کے دین کا باغی اور منکر بھی نہ ہو۔

ووٹ کا استعمال ہم سنی مسلمان اس امیدوار کے حق میں کریں گے جو صوم وصلوٰۃ کا پابند ہو، نشہ آور اشیاء کا عادی نہ ہو، جواری اور سود خور نہ ہو، وطن پاکستان کو جسے لاکھوں مسلمانوں نے جان، مال اور عزتوں کی قربانی دے کر اسلامی نظامِ حکومت، نظامِ معیشت، نظامِ عدالت کے لئے حاصل کیا تھا، اس کی مقننہ اور بااختیار اسمبلی میں غیر مسلم شریک نہ کیا جائے، بالکل اسی طرح جس طرح کہ روسی نظام کا قائل امریکہ کی ریاستوں میں شامل نہیں کیا جاتا اور اسی طرح امریکی نظام کو ماننے والا روسی حکومت میں برداشت اور شامل نہیں کیا جاتا۔ اگر ان شرطوں کا کوئی امیدوار نہ ملے تو اس سے بہتر ہے کہ پھر ووٹ استعمال ہی نہ کیا جائے۔

ووٹ نمائندہ کے حق میں شہادت ہے اور ہر اکیس سالہ شہادت کا اہل نہیں ہوتا، شہادت کے لئے صرف بالغ ہونا کافی نہیں، بلکہ جھوٹ کا عادی نہ ہونا بھی ضروری ہے یا خوفِ خدا کی وجہ سے جس کی علامت کم از کم صوم وصلوٰۃ کی پابندی ہے، جیسے سطور بالا میں عرض کیا گیا۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن جلد دوم میں آیت ”أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا“ (النساء:۵۸) کے متعلق لکھا ہے: آیت کا نزول اگرچہ ایک خاص واقعہ میں ہے، لیکن حکم عام جس کی پابندی پوری امت کے لئے ضروری ہے۔ ”أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا“ یعنی اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مستحقین کو پہنچایا کرو (اسی طرح ووٹ بھی ایک شہادت اور امانت ہے) جس کے ہاتھ میں کوئی امانت ہے، اس پر لازم ہے کہ یہ امانت اس کے اہل و مستحق کو پہنچادے۔ حکومت کے مناصب (عہدے) جتنے بھی ہیں، وہ

سب اللہ کی امانتیں ہیں، جس کے امین وہ حکام اور افسر ہیں جن کے ہاتھ عزل ونصب کے اختیارات ہیں، ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ کسی ایسے شخص کے سپرد کردیں جو اپنی عملی یا علمی قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں ہے، بلکہ ان پر لازم ہے کہ ہر کام اور ہر عہدہ کیلئے اپنے دائرہ حکومت میں اس کے مستحق کو تلاش کریں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: جب دیکھو کہ کاموں کی ذمہ داری ایسے لوگوں کے سپرد کردی گئی جو اس کے اہل نہیں تو (اب فساد کا کوئی علاج نہیں) قیامت کا انتظار کرو۔ اب ہر شخص یہ سوچ سمجھ کر ووٹ استعمال کرے کہ آیا میرا ووٹ ایسے شخص کے حق میں تو نہیں جارہا جس کا قرآن وحدیث سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ آج پوری دنیا خصوصاً اسلامی ملک پاکستان میں جو فساد، بدامنی، دہشت گردی اور تخریب کاری کی آگ سلگ رہی ہے، یہ ہمارے غلط انتخاب کا نتیجہ ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے لفظ "امانات" صیغہ جمع لاکر اس کی طرف اشارہ کر دیا کہ امانت صرف اسی کا نام نہیں کہ ایک شخص کا مال کسی دوسرے شخص کے پاس بطور امانت رکھا ہو، بلکہ امانت کی بہت سی اقسام ہیں، جن میں حکومتی عہدے بھی داخل ہیں۔ انتخابات میں ووٹ، ووٹر اور امیدوار کی شرعی حیثیت "مفتی محمد شفیع صاحبؒ" کے رسالے سے ضروری سمجھ کر تحریر کرتا ہوں۔

کسی مجلس کی ممبری کے انتخابات کے لئے جو امیدوار کی حیثیت سے کھڑا ہو، وہ گویا پوری ملت کے سامنے دو چیزوں کا مدعی ہے: ایک یہ کہ وہ اس کام کی قابلیت رکھتا ہے، جس کا وہ امیدوار ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ دیانت داری سے اس کام کو انجام دے گا۔ اب اگر واقع میں وہ اپنے اس دعویٰ میں سچا ہے، یعنی قابلیت رکھتا ہے اور امانت ودیانت کے ساتھ قوم کی خدمت کے جذبے سے اس میدان میں آیا تو اس کا یہ عمل کسی حد تک درست ہے اور بہتر طریق اس کا یہ ہے کہ کوئی شخص خود مدعی بن کر کھڑا نہ ہو، بلکہ مسلمانوں کی کوئی جماعت اس کو اس کام کا اہل سمجھ کر نامزد کردے۔ اور جس شخص میں اس کام کی صلاحیت ہی نہیں، وہ اگر امیدوار ہوکر کھڑا ہو تو قوم کا غدار اور خائن ہے، اس کا ممبری میں کامیاب ہونا ملک وملت کے لئے خرابی کا سبب تو بعد میں بنے گا، پہلے تو وہ خود غدار اور خیانت کا مجرم ہوکر عذاب جہنم کا مستحق بن جائے گا۔ اب ہر وہ شخص جو کسی مجلس کی ممبری کے لئے کھڑا ہوتا ہے، اگر اس کو کچھ آخرت کی بھی فکر ہے تو اس میدان میں آنے سے پہلے خود اپنا جائزہ لے لے اور یہ سمجھ لے کہ اس ممبری سے پہلے تو اس کی ذمہ داری صرف اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال تک محدود تھی، کیونکہ بنص حدیث ہر شخص اپنے اہل وعیال کا بھی ذمہ دار ہے اور اب کسی مجلس کی ممبری کے بعد جتنی خلق خدا کا تعلق اس مجلس سے وابستہ ہے، ان سب کی ذمہ داری کا بوجھ اس کی گردن پر آتا ہے اور وہ دنیا و آخرت میں اس ذمہ داری کا مسئول اور جوابدہ ہے۔

کسی امیدوار ممبری کو ووٹ دینے کی از روئے قرآن و حدیث چند حیثیتیں ہیں: ایک حیثیت شہادت کی ہے کہ ووٹر جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہا ہے، اس کے متعلق اس کی شہادت دے رہا ہے کہ یہ شخص اس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور دیانت اور امانت بھی اور اگر واقع میں اس شخص کے اندر یہ صفات نہیں ہیں اور ووٹر یہ جانتے ہوئے اس کو ووٹ دیتا ہے تو وہ ایک جھوٹی شہادت ہے، جو سخت کبیرہ گناہ اور وبال دنیا وآخرت ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کاذبہ کو شرک کے ساتھ کبائر میں شمار فرمایا ہے۔ جس حلقے میں چند امیدوار کھڑے ہوں اور ووٹر کو یہ معلوم ہے کہ قابلیت اور دیانت کے اعتبار سے فلاں آدمی قابل ترجیح ہے تو اس کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو ووٹ دینا اس اکبر کبائر میں اپنے آپ کو مبتلا کرتا ہے۔ اب ووٹ دینے والا اپنی آخرت اور انجام کو دیکھ کر ووٹ دے، محض رسمی مروت یا کسی طمع وخوف کی وجہ سے اپنے آپ کو اس وبال میں مبتلا نہ کرے۔

دوسری حیثیت ووٹ کی شفاعت یعنی سفارش کی ہے کہ ووٹر اس کی نمائندگی کی سفارش کرتا ہے۔ اس سفارش کے بارے میں قرآن کریم کا یہ ارشاد ہر ووٹر کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے:

"مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً

آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں، ان کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک، صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے، جس کا لازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ووٹ عموماً ان لوگوں کے آتے ہیں جو چند ٹکوں میں خرید لئے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے ووٹوں سے جو نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں، وہ ظاہر ہے کہ کس قماش اور کس کردار کے لوگ ہوں گے! اس لئے جس حلقہ میں کوئی بھی امیدوار قابل اور نیک معلوم ہو، اُسے ووٹ دینے سے گریز کرنا بھی شرعی حرام اور پوری قوم وملت پر ظلم کے مترادف ہے۔

یَکُنْ لَّهٗ کِفْلٌ مِّنْهَا۔'' (النساء:۸۵)

ترجمہ: ''جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے تو اس میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے اور بری سفارش کرتا ہے تو اس کی بُرائی میں اس کا بھی حصہ لگتا ہے۔''

اچھی سفارش یہی ہے کہ قابل اور دیانت دار آدمی کی سفارش کرے جو خلق خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرلے اور بری سفارش یہ ہے کہ نا اہل، نالائق، فاسق اور ظالم کی سفارش کر کے اس کو خلق خدا پر مسلط کرلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے پانچ سالہ دور میں جو نیک یا بدعمل کرے گا، ہم اس کے شریک سمجھے جائیں گے۔

ووٹر کی ایک تیسری حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے، لیکن اگر یہ وکالت اس کے کسی شخصی (ذاتی) حق کے متعلق ہوتی اور اس کا نفع نقصان صرف اس کی ذات کو پہنچتا اور اس کا یہ خود ذمہ دار ہوتا، تو پھر بھی معاملہ ہلکا تھا، مگر یہاں ایسا نہیں، کیونکہ یہ وکالت ایسے حقوق کے متعلق ہے جس میں اس کے ساتھ پوری قوم شریک ہے، اس لئے اگر کسی نا اہل کو اپنی نمائندگی کیلئے ووٹ دے کر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ بھی اس کی گردن پر رہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ:

ہمارا ووٹ تین حیثیتیں رکھتا ہے:

۱:... شہادت، ۲:... سفارش، ۳:... حقوق مشترکہ میں وکالت۔ تینوں حیثیتوں میں جس طرح نیک، صالح، قابل آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب عظیم ہے اور اس کے ثمرات اس کو ملنے والے ہیں، اسی طرح نا اہل یا غیر متدین شخص کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت بھی ہے اور بری سفارش بھی اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن ثمرات بھی اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

ضروری تنبیہ! جس طرح قرآن و سنت کی رو سے یہ واضح ہوا کہ نا اہل، ظالم، فاسق اور غلط آدمی کو ووٹ دینا گناہ عظیم ہے، اسی طرح ایک اچھے، نیک اور قابل آدمی کو ووٹ دینا ثواب عظیم ہے، بلکہ ایک فریضہ شرعی ہے۔ قرآن کریم نے جیسے جھوٹی شہادت کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح سچی شہادت کو واجب ولازم بھی فرمایا ہے۔

آج جو خرابیاں انتخابات میں پیش آرہی ہیں، ان کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک، صالح حضرات عموماً ووٹ دینے ہی سے گریز کرنے لگے، جس کا لازمی نتیجہ وہ ہوا جو مشاہدہ میں آرہا ہے کہ ووٹ عموماً ان لوگوں کے آتے ہیں جو چند ٹکوں میں خرید لئے جاتے ہیں اور ان لوگوں کے ووٹوں سے جو نمائندے پوری قوم پر مسلط ہوتے ہیں، وہ ظاہر ہے کہ کس قماش اور کس کردار کے لوگ ہوں گے! اس لئے جس حلقہ میں کوئی بھی امیدوار قابل اور نیک معلوم ہو، اُسے ووٹ دینے سے گریز کرنا بھی شرعی حرام اور پوری قوم وملت پر ظلم کے مترادف ہے۔

اور اگر کسی حلقہ میں کوئی بھی امیدوار صحیح معنیٰ میں قابل اور دیانتدار نہ ہو، مگر ان میں سے کوئی ایک صلاحیت کار اور خدا ترسی کے اصول پر دوسروں کی نسبت غنیمت ہو تو تقلیل شر اور تقلیل ظلم کی نیت سے اس کو بھی ووٹ دے دینا جائز، بلکہ مستحسن ہے۔ مختصر یہ کہ انتخابات میں ووٹ کی شرعی حیثیت کم از کم ایک شہادت کی ہے، جس کا چھپانا بھی حرام ہے اور اس میں جھوٹ بولنا بھی حرام اور اس پر کوئی معاوضہ لینا بھی حرام، اس میں محض ایک سیاسی ہار جیت اور دنیا کا کھیل سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔

آپ جس امیدوار کو ووٹ دیتے ہیں، شرعاً آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص اپنے نظریے اور علم وعمل اور دیانتداری کی رو سے اس کام کا اہل اور دوسرے امیدواروں سے بہتر ہے۔ جس مقصد کے لئے یہ انتخابات ہورہے ہیں، اس کی حقیقت کو سامنے رکھیں اور اس سے مندرجہ ذیل نتائج برآمد ہوتے ہیں:

۱:... آپ کے ووٹ اور شہادت کے ذریعے جو نمائندہ کسی اسمبلی میں پہنچے گا، وہ اس سلسلہ میں جتنے اچھے یا بُرے اقدامات کرے گا، اُن کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی، آپ بھی اُس کے ثواب یا عذاب میں برابر شریک ہوں گے۔

۲:... اس معاملہ میں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کی ہے کہ شخصی معاملات میں کوئی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اثر بھی شخصی اور محدود ہوتا ہے، ثواب بھی محدود، عذاب بھی محدود، لیکن قومی اور ملکی معاملات سے پوری قوم متاثر ہوتی ہے۔

۳:... سچی شہادت کا چھپانا از روئے قرآن حرام ہے، اس لئے کسی حلقہ انتخاب میں اگر کوئی صحیح نظریہ کا حامل اور دیانت دار نمائندہ کھڑا ہے تو اس کو ووٹ دینے میں کوتاہی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴:... جو امیدوار نظریہ اسلامی کے خلاف کوئی نظریہ رکھتا ہے، اس کو ووٹ دینا ایک جھوٹی شہادت ہے، جو گناہ کبیرہ ہے۔

۵:... ووٹ کو پیسوں کے معاوضے میں دینا بدترین قسم کی رشوت ہے اور چند ٹکوں کی خاطر اسلام اور ملک سے بغاوت ہے۔ دوسروں کی دُنیا سنوارنے کے لئے اپنا دین قربان کردینا کتنے ہی مال و دولت کے بدلے میں ہو، کوئی دانشمندی نہیں ہوسکتی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: ''وہ شخص سب سے زیادہ خسارے میں ہے جو دوسرے کی دنیا کے لئے اپنا دین کھو بیٹھے۔''

(بشکریہ ماہنامہ بینات کراچی، ماہ اپریل ومئی ۲۰۱۳ء)

تحریکِ آزادیٔ ہند کے ایک مجاہد راہنما

ماسٹر تاج الدین انصاریؒ

پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر (مدیر ماہنامہ التجوید، فیصل آباد)

۱۹۴۷ء برصغیر پاک وہند کی تاریخ کا بہت پر آشوب زمانہ تھا۔ اس برس برصغیر میں بہت اہم واقعات رونما ہوئے۔ ان واقعات نے پنجاب کے مسلمانوں پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ یہی وہ برس ہے جس کی تاریخ ۱۴/ اگست کو ہندوستان انگریز شہنشاہیت سے آزاد ہوا۔ سلطنتِ انگلیشیہ کو ہندوستان چھوڑ کر واپس اپنے علاقے برطانیہ جانا پڑا۔ جہاں ہندوستان کے باسیوں کو آزادی ملی وہاں مسلمانوں کے لئے ایک علیحدہ مملکت پاکستان کے نام سے معرض وجود میں آئی۔

مجلس احرار کے ایک نامور راہنما مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد لائل پور (موجودہ فیصل آباد) تشریف لائے تھے۔ میں ان کے نام سے شناسا تھا۔ زیارت کی تمنا تھی جو ان کی لائل پور تشریف آوری سے پوری ہوئی۔ شہر میں اعلان ہوا، قاضی احسان احمد شجاع آبادی کی تقریر شہر کی جامع مسجد کلاں کچہری بازار میں ہوگی۔ لوگ کشاں کشاں جامع مسجد پہنچے۔ مجمع خاصا تھا۔ قاضی صاحب نے بڑی دل نشین تقریر فرمائی۔ تقریر کا ایک جملہ میرے ذہن میں سما گیا جو آج ستر برس بعد بھی کانوں میں گونجنے لگتا ہے اور لذت دے جاتا ہے۔ آپ نے انگریزوں کے ہندوستان میں تسلط اور پھر ہندوستان سے الوداع کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا۔ فرمانے لگے:

’’لائل پور کے باسیو! انگریز کہتا تھا کہ میری حکومت میں سورج غروب نہیں ہوتا اور میری مرضی کے بغیر ہندوستان میں کسی درخت کا پتہ تک نہیں ہلتا۔ لائل پور کے باسیو! میں انگریز کا پتہ ڈھونڈتا ہوں، مجھے انگریز کا پتہ نہیں ملتا۔‘‘

ماسٹر تاج الدین انصاری برصغیر پاک و ہند کے بڑے سیاسی راہنما تھے۔ انہوں نے برصغیر پاک و ہند کو انگریز سامراج سے آزادی دلانے میں بڑا بھرپور کردار ادا کیا۔ ان کا خاندان کئی پشتوں سے پنجاب کے مشہور شہر لدھیانہ میں آباد تھا۔

لدھیانہ شہر کے لوگوں میں سیاسی شعور بہت زیادہ تھا جس کا اعتراف پورے برصغیر کے لوگوں کو تھا اور آج بھی ہے، جس کا ثبوت تحریک آزادی ہند کا مؤرخ فراہم کرتا ہے۔ لدھیانہ شہر میں چوٹی کے سیاسی لیڈر پیدا ہوئے، جن میں مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی، مفتی محمد نعیم لدھیانوی، ایم حمزہ (ایم این اے) جیسے سیاسی میدان کے بڑے شہسوار شامل ہیں۔ اس فہرست میں ماسٹر تاج الدین انصاری کا نام بھی چوٹی کے لیڈروں میں ہوتا ہے۔

ماسٹر تاج الدین انصاری کی پیدائش ۱۸۹۰ء میں لدھیانہ شہر میں ہوئی۔ لدھیانہ متحدہ پنجاب کا مشہور شہر تھا، جہاں پورے ہندوستان کی طرح مسلمان، ہندو، سکھ اور عیسائی اکٹھے رہتے تھے۔ تقسیم کے وقت جب شہروں اور علاقوں کا بٹوارہ ہوا تو لدھیانہ مسلم اکثریت کا شہر ہونے کے باوجود ہندوستان کا حصہ بنا دیا گیا اور مسلمانوں کو وہاں سے بے دخل ہونا پڑا۔ لدھیانہ کے سارے لوگ پاکستان کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ماسٹر تاج الدین انصاری اگرچہ سیاسی آدمی تھے تاہم ان کا ہوزری کا کارخانہ تھا۔ ان کے کارخانے میں تیار شدہ مال پورے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کے علاقوں میں بھی ایکسپورٹ ہوتا تھا۔ ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں ایک بہت اندوہناک واقعہ پیش آیا جس نے ماسٹر تاج الدین انصاری کا رخ عملی سیاست کی طرف پھیر دیا۔ انہوں نے اپنے وسیع کاروبار کو خیر آباد کہا اور کوچۂ سیاست میں قدم رکھا تاکہ برصغیر پاک و ہند کی آزادی کے لئے خدمات سرانجام دے سکیں۔

امرتسر کا ایک مشہور باغ جلیانوالہ باغ کے نام سے مشہور ہے، اس باغ میں جلسہ ہو رہا تھا۔ جلسہ کے سامعین میں ہندو، مسلم اور سکھ سب شریک تھے۔ ایک انگریز جرنیل ڈائر کے حکم سے وہاں پولیس نے گولی چلا دی، جس کے نتیجہ میں سیکڑوں سامعین مارے گئے۔ بس اس واقعے نے ماسٹر تاج الدین کی زندگی کا رخ پھیر دیا اور انہوں نے اپنی بقیہ عمر انگریز سامراج کو ہندوستان سے نکالنے اور ہندوستان کے رہنے والوں کو آزادی دلانے کے لئے وقف کر دی اور اپنے آخری سانس تک انگریزوں کے خلاف نبرد آزما رہے۔ وہ پہلے انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہوئے، پھر مسلمانوں کی انتہائی مستعد جماعت مجلس احرار اسلام کے رکن بن گئے۔ اس جماعت کے سربراہ چودھری افضل حق تھے، جو آزادی کے متوالے اور اچھے لکھاری تھے۔

ماسٹر تاج الدین کا ہوزری کا کاروبار بہت وسیع تھا، لیکن انگریز دشمنی اور آزدی کے حصول کی جدوجہد میں کاروبار ماند پڑ گیا لیکن انہوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی۔ وہ انگریز دشمنی کے بدلے میں

کئی مرتبہ جیل گئے۔ جب رہائی ملتی پھر کسی تقریر کی وجہ سے دھر لئے جاتے اور جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔ ان کو اللہ نے چاند سا بیٹا عطا کیا، جب بیٹے کی ولادت ہوئی تو اس وقت بھی ماسٹر صاحب جیل ہی میں تھے، بیٹے کی ولادت کی خوشخبری ان کو جیل ہی میں ملی۔

ماسٹر تاج الدین انصاری اپنے ملک سے بہت محبت کرتے تھے۔ انگریز دشمنی ان کے رگ و پے میں رچی بسی تھی۔ انگریز حکومت کو ملک سے بے دخل کرنا ہی ان کی زندگی کا مشن تھا۔

ماسٹر تاج الدین انصاری نے لدھیانہ کے مہاجر کیمپ سے ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کی پاکستان کی طرف ہجرت کو ممکن بنایا۔ آپ مہاجر کیمپ کے انچارج تھے۔ مہاجر مسلمانوں کی خدمت کا کام آپ نے جذبۂ خدمت کے طور پر سرانجام دیا تھا۔ اس کے لئے باقاعدہ کوئی حکم نامہ جاری نہیں ہوا تھا۔ آپ آخر وقت تک کیمپ میں موجود رہے۔ تا آنکہ آخری مسلمان خاندان بھی وہاں سے روانہ ہو کر سرزمین پاکستان پہنچ گیا۔ جب اتھل پتھل زیادہ ہوئی تو مسلمانوں پر سکھوں کے حملے بھی بڑھ گئے اور بہت سے مسلمان بھی شہید ہو گئے۔ ان تمام کے کفن دفن کا فریضہ بھی ماسٹر تاج الدین انصاری اور ان کے ساتھ کام کرنے والے رضا کاروں نے سرانجام دیا۔ ماسٹر تاج الدین انصاری حساس دل رکھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے نہایت تن دہی سے کام کیا۔ مسلمانوں کی ہجرت، سکھوں اور ہندوؤں کے حملے کے تمام واقعات آپ کے سامنے رونما ہو رہے تھے، اس کے لئے انہوں نے اپنے چشم دید واقعات کو سپرد قلم بھی کیا، اس کے لئے وہ روزانہ ڈائری لکھتے تھے اور واقعات کو کتابی شکل میں جمع کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی اس کتاب کو ''سرخ لکیر'' کا عنوان دیا جو بعد میں چھپ کر منظر عام پر بھی آئی۔ ان واقعات کو دیکھ کر، پڑھ کر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ مذکورہ کتاب سرخ لکیر بعد میں ناپید ہو گئی۔ ان کے بیٹے نذیر اصغر کے پاس اس کے کچھ اوراق موجود تھے۔ اب شاید وہ بھی طاق نسیاں ہو گئے ہیں۔

ماسٹر تاج الدین انصاری مسلمانوں کے معروف لیڈر تھے، اس لئے ہندو سکھ ان کے دشمن تھے۔ اس دشمنی میں سکھ پیش پیش تھے۔ اسی دشمنی کے پیش نظر ہندوؤں نے یہ اعلان بھی کیا تھا کہ جو شخص ماسٹر تاج الدین کا سر لے کر آئے گا اس کو پانچ ہزار روپے بطور انعام دیے جائیں گے۔ اس زمانے میں پانچ ہزار بڑی خطیر رقم تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ماسٹر تاج الدین صاحب کی حفاظت کی اور وہ محفوظ رہے۔ اگرچہ ان پر ہندوؤں نے حملہ بھی کیا لیکن اللہ نے ان کو امان میں رکھا۔

اسی دوران ایک روز لدھیانہ شہر میں لاؤڈ اسپیکر پر یہ انتہائی پریشان کن اعلان ہوا جس کے الفاظ تھے: ''مسلمانوں کے لئے مہاجر کیمپ بن گیا ہے۔ سب مسلمان مہاجر کیمپ تشریف لے جائیں تاکہ لدھیانہ چھوڑ کر پاکستان جا سکیں۔ اس کام کے لئے ان کو پندرہ منٹ کی مہلت دی جاتی ہے۔ وہ لدھیانہ خالی کریں، ورنہ ان کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری انتظامیہ پر نہ ہوگی۔''

اس اعلان کے ساتھ ہی سکھوں اور ہندوؤں نے مسلمانوں پر حملے شروع کر دیے۔ راستہ چلتے اکا دکا مسلمان کو دیکھ کر سکھ ہندو حملے کرتے اور پیٹ میں چھرا گھونپ دیتے تھے۔ ایسے عالم میں جب مسلمانوں کا لدھیانہ میں رہنا دوبھر ہو گیا تو ماسٹر تاج الدین انصاری مسلمانوں کے لئے ڈھال بن کر کھڑے ہوئے، لیکن جب ہندو مسلم کشیدگی بہت زیادہ بڑھ گئی اور لدھیانہ میں مسلمانوں کا رہنا ناممکن ہو گیا تو ماسٹر تاج الدین انصاری مسلمان مہاجر کیمپ میں مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سرتوڑ کوشش کرنے لگے۔ جب آخری مسلمان مہاجر کیمپ سے نکل گیا تب سب سے آخر میں ماسٹر صاحب نے بادل ناخواستہ لدھیانہ کو خیرآباد کہا اور پاکستان چلے آئے۔

انہوں نے خود تو لاہور میں قیام کیا لیکن ان کے اہل خانہ نے سیالکوٹ میں سکونت اختیار کی۔ ماسٹر صاحب کا جوان بیٹا ہجرت کی اتھل پتھل کو برداشت نہ کر سکا اور ۳۸ برس کی عمر میں دل کا دورہ پڑنے سے ماسٹر صاحب کی زندگی ہی میں فوت ہو گیا۔ یہ صدمہ ماسٹر تاج الدین صاحب کے لئے پیغام اجل ثابت ہوا۔ بیٹے کی وفات کے بعد ماسٹر تاج الدین کی صحت کو گھن لگ گیا اور وہ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا ہو گئے۔

سرگنگا رام ہسپتال میں ان کا علاج ہوتا رہا۔ بالآخر آزادی کا یہ متوالا مجاہد یکم مئی ۱۹۷۰ء کو اللہ کے حضور حاضر ہو گیا۔ ان کی نماز جنازہ لاہور میں ادا کی گئی۔ آج ماسٹر تاج الدین انصاری مرحوم جیسے کتنے ہی عظیم انسان زمین کی تہہ میں آسودہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیاں آزادی پر قربان کر دیں اور لوگوں نے بھی ان کو اپنے ذہنوں سے بھلا دیا۔ ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کے تذکروں کو زندہ رکھا جائے اور نژاد نو ان کے کارناموں سے اپنی زندگی کے لئے روشنی حاصل کرتی رہے۔ اس مضمون کے لئے بیشتر مواد محمد اسلم صاحب کی اہم کتاب ''۱۹۴۷ء میں لدھیانہ کے مسلمانوں پر کیا گزری'' سے حاصل کیا گیا۔ یہ کتاب تقریباً دو ہزار صفحات پر محیط ہے جس سے بڑی مفید اور اہم معلومات حاصل ہوتی ہیں۔

☆☆..........☆☆

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے تبلیغی ودعوتی اسفار

ادارہ

علی پور (مولانا محمد ساجد مبلغ ضلع مظفر گڑھ)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی چار روزہ دورہ پر علی پور تشریف لائے، جہاں آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے امیر مولانا اجود حقانی سے جامعہ حسینیہ میں ملاقات کی۔ جامعہ حسینیہ کی بنیاد علی پور میں تقریباً تین ایکڑ زمین پر مولانا منظور احمد الحسینیؒ کی یاد میں رکھی گئی۔ مولانا اجود حقانی مولانا غلام محمد علی پوریؒ کے فرزند ارجمند ہیں۔ مولانا غلام محمد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں۔ ایک عرصہ تک بہاولپور کے مبلغ رہے، کچھ عرصہ مرکزی دفتر ملتان میں خازن کے فرائض بھی سرانجام دیے۔ مولانا اجود حقانی اپنے والد محترم کی طرح باہمت عالم دین ہیں۔ وسیع و عریض مسجد تکمیل کے مراحل طے کر رہی ہے الحمدللہ!

۱۹ رمئی کو مولانا شجاع آبادی نے ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد فاروق اعظم علی پور میں بیان فرمایا، جامع مسجد فاروق اعظم کے بانی اور خطیب سرائیکی زبان کے معروف صاحب طرز مقرر مولانا قاری عبدالخالق علی پوری ہیں، جبکہ قاری عمر فاروق علی پوری اس کے نائب خطیب ہیں۔ عصر کی نماز کے بعد استاذ محترم نے جامع مسجد پہلوان والی میں بیان کیا۔ اس مسجد کے بانیوں کو شرف حاصل ہے کہ ان کی دعوت پر حضرت امیر شریعتؒ مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد علی جالندھریؒ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ بارہا تشریف لائے اور بیان فرمایا۔ افطاری وسحری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت علی پور کے نائب امیر مولانا منیر احمد نعمانی کے مدرسہ میں کی اور ۲۰ رمئی صبح کی نماز کے بعد درس بھی وہیں دیا۔ مولانا منیر احمد باہمت عالم دین ہیں، مجلس اور مجلس کے رفقاء کے ساتھ والہانہ محبت فرماتے ہیں۔

مدرسہ سلطان العلوم کوٹلہ رحم علی شاہ: مدرسہ کی بنیاد فاضل دیوبند مولانا سلطان احمد شاہ نے رکھی اور ان کے ورثا نے عالیشان اور دیدہ زیب مسجد بنائی۔ مسجد اور مدرسہ کے مصارف کے لئے قطعۂ اراضی وقف کیا۔ مولانا خدا بخشؒ ایک عرصہ مدرسہ کے صدرالمدرسین رہے۔ آج کل جامعہ کے صدرالمدرسین مولانا مفتی محمد صدیق مدظلہ ہیں۔ آپ کی فرمائش پر استاذ محترم مولانا شجاع آبادی نے تین روز مدرسہ سلطان العلوم کے دورہ تفسیر کے شرکاء کے لئے دیے۔ دورۂ تفسیر میں ۸۳ طلبا اور علماء زیر تعلیم ہیں۔ استاذ محترم نے ۲۰ رمئی کو صبح دس بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک ”اوصاف نبوت اور مرزا قادیانی“ کے عنوان پر لیکچر دیا۔ ظہر کی نماز کے بعد میروالا میں مولانا عبدالرزاق کی دعوت پر خطاب کیا۔ صدارت مولانا منیر احمد علی پوری نے کی۔ عصر کی نماز کے بعد پرمٹ کی جامع مسجد حنیفہ میں مولانا عطاء الرحمن مدظلہ کی دعوت پر خطاب فرمایا۔ رات کا قیام مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ میں رہا۔

۲۱ رمئی صبح کی نماز کے بعد بستی ڈینہ کی جامع مسجد میں بیان فرمایا، اسی روز دس بجے تا ساڑھے گیارہ بجے مدرسہ سلطان العلوم کوٹلہ رحم علی شاہ میں دورۂ تفسیر کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا اور قادیانیوں کے نظریہ اجرائے نبوت کے تار و پود بکھیرے۔ رات کا قیام وطعام کوٹلہ رحم علی شاہ میں مدرسہ کے صدر مدرس مولانا مفتی محمد صدیق مدظلہ کے ہاں رہا۔

۲۲ رمئی کو بھی صبح ۱۰ سے ساڑھے گیارہ بجے تک رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر خطاب فرمایا اور مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت کا مدلل رد کیا۔

مدرسہ سلطان العلوم کا نام مولانا سیّد سلطان احمد شاہ کے نام پر رکھا گیا۔ سیّد سلطان احمد کے دو بیٹے تھے: سیّد رحم علی شاہ اور سیّد کرم علی شاہ، سیّد رحم علی شاہ لاولد فوت ہوئے، انہیں کے نام پر ”کوٹلہ رحم علی شاہ“ بستی کا نام رکھا گیا۔ سیّد کرم علی شاہ متوفی کی اولاد میں جناب ڈاکٹر سیّد محمد اسماعیل شاہ ہیں جنہوں نے اپنے زر کثیر سے ترکی سے انجینئر اور مستری بلوا کر دیدہ زیب اور عالی شان مسجد بنوائی، جسے دیکھنے کے لئے دور دراز سے لوگ آ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہیں، اور مسجد کے قرب و جوار میں جو کچے مکانات تھے، ان کے مکینوں کو پکے مکانات بنوا کر دیے، بلکہ ایک وسیع و عریض ٹنکی بھی لگوائی، ان مکینوں کو اس ٹنکی سے مفت پانی کے نلکے لگوا کر دیے۔ موصوف نے اپنی رہائش کے لئے بھی ایک خوبصورت بنگلہ بنوایا، جب کبھی وطن آمد ہو تو اپنے بنگلہ میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

موصوف نے مسجد سے متصل خوبصورت عمارت مدرسہ کے لئے بنوائی، جہاں تقریباً تین سو طلبا کرام زیر تعلیم ہیں۔ امسال وفاق المدارس العربیہ کے تحت جامعہ کے (۹۶) طلبا کرام نے امتحان دیا، جن کا نتیجہ (۹۳) فیصد سے زائد رہا۔ جامعہ میں بیس اساتذہ کرام حفظ و ناظرہ سے لے کر دورۂ حدیث شریف تک تعلیم دیتے ہیں، جن کے تمام مصارف ڈاکٹر سیّد محمد اسماعیل شاہ اپنے پاس سے ادا کرتے

ہیں۔ جامعہ کے صدر المدرسین مولانا مفتی محمد صدیق مدظلہ جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل ہیں۔ گزشتہ کچھ سالوں سے مدرسہ میں دورۂ تفسیر بھی شعبان و رمضان کی چھٹیوں میں پڑھاتے ہیں۔ آپ کی استدعا پر استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی حفظہ اللہ تین روز کے لئے تشریف لے آئے اور آپ نے شرکائے دورۂ تفسیر کو قادیانی عقائد و عزائم سے آگاہ فرمایا اور مختلف عنوانات پر سبق پڑھائے۔

خطبہ جمعہ مرکزی جامع مسجد چیچہ وطنی:

(محمد اسماعیل شجاع آبادی) ایک عرصہ سے مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر ۱۲ چیچہ وطنی جو ختم نبوت کا مرکز رہی ہے، ہمارے حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ اس کے خطیب رہے۔ پھر مولانا حافظ عبدالواحد مبعوث مدینہ یونیورسٹی مدینہ طیبہ بھی اس کے خطیب رہے ہیں، ان کے بعد حضرت مولانا محمد ارشادؒ ایک عرصہ تک خطیب اور مجلس کے امیر رہے۔ مؤخرالذکر جن کا چند ماہ قبل انتقال ہوا، کے دور خطابت میں راقم کے سال میں دو جمعے شروع ہوئے: ایک رمضان المبارک کا دوسرا جمعہ، دوسرا عیدالاضحیٰ سے قبل والا جمعہ۔ جناب پروفیسر جاوید صاحب اس کے متولی اور خدمت گزار ہیں، ان کی تولیت میں مسجد تعمیر و تزئین کے مراحل طے کر رہی ہے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی زید مجدہ مجلس کے مبلغ ہیں، ان کے حکم پر راقم نے ۲۵ رمئی کو جمعۃ المبارک کا بیان کیا۔

جامعہ صدیقیہ توحید پارک لاہور: جامعہ کے بانی ہمارے بہت اچھے جماعتی مہربان مولانا قاری عبدالقیومؒ تھے، اب ان کے فرزند ارجمند قاری محمد اسلم انتظام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں، اسی شام نماز مغرب کی امامت کی، اور بعدازاں درس جامعہ کی مسجد میں ہوا۔ جامعہ تجوید و قرأت کا مرکز ہے۔ قاری صاحبؒ کے فرزندان گرامی کاروباری حضرات ہیں، خود اور اپنے احباب کو بھی متوجہ فرماتے رہتے ہیں۔

جامعہ محمدیہ چوبرجی: لاہور میں ایسا دینی ادارہ تھا جہاں لاہور مجلس کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ شعبان المعظم اور رمضان المبارک کی چھٹیوں میں صرف و نحو کا دورہ پڑھاتے ہیں۔ خادم اعلیٰ پنجاب کے اورنج ٹرین کے منصوبہ کی زد میں مدرسہ بھی آ گیا، حکومت پنجاب نے متبادل جگہ کا وعدہ کیا پھر وعدہ سے منحرف ہو گئی۔ طلبا نے احتجاجاً کھلی فضا میں کلاسیں لگالیں تو حکومت پنجاب نے بدنامی کے ڈر سے متبادل جگہ پر تعمیر کا سلسلہ شروع کر دیا، لیکن مفتی صاحب نے کرایہ کی عمارت میں اپنا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے جس میں دو سو کے قریب اساتذہ اور طلبا کرام صرف و نحو کی تمرین و مشق کر رہے ہیں۔ راقم نے ۲۶ رمئی ظہر کی نماز سے قبل کورس کے شرکاء کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچر دیا۔ حضرت مفتی صاحب خود بھی دو زانو ہو کر سنتے رہے، یہ آپ کی خوردنوازی ہے۔ جامعہ مسجد عائشہ مجلس کا صوبائی مرکز ہے۔ لاہوری گروپ نے اس پر ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا، جو جون ۱۹۹۰ء کو واگزار کرایا گیا، مجلس کی نگرانی میں کمیٹی مسجد کی تعمیر و تزئین کے فرائض سرانجام دے رہی ہے۔ مولانا محبوب الحسن طاہر خطیب ہیں۔ راقم بھی سال میں ایک جمعہ پڑھاتا ہے اور جب دفتر لاہور میں حاضری ہو تو صبح کی نماز کے بعد کسی نہ کسی دینی موضوع پر راقم کا درس ہوتا ہے۔ چنانچہ یکم جون کو جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے مسجد عائشہ میں دیا۔

جامع مسجد محمدیہ چیامونی: ہمارے بہت ہی محسن اور دوست قاری حافظ محمد ابوبکر اس مسجد کے متولی ہیں اور آنجناب کے فرزند گرامی جناب حافظ عبدالصمد حفظہ اللہ امام و خطیب ہیں۔ حافظ محمد ابوبکر کے ایک بھائی قاری محمد سعیدؒ تھے، جنہوں نے جامعہ محمدیہ تجوید القرآن کے نام سے چیامونی لاہور میں مدرسہ تعمیر فرمایا۔ اب مدرسہ کی نگرانی و اہتمام ان کے بیٹوں نے سنبھالا ہوا ہے جبکہ مسجد کا نظم جناب حافظ محمد ابوبکر مدظلہ کے فرزندان گرامی حافظ عبدالصمد، حافظ عبدالماجد، حافظ عبدالناصر نے سنبھالا ہوا ہے۔ مذکورۃ الصدر تمام بھائی کاروباری ہیں، فی سبیل اللہ مسجد کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ راقم نے یکم جون کو مغرب کی نماز کے بعد درس دیا اور نماز کے بعد جناب محمد ابوبکر مدظلہ کی عیادت کی جو عرصہ دراز سے صاحب فراش ہیں۔ آپ کی صحت و عافیت کی دعا کی، آپ سے دعائیں لیں اور گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

جامع مسجد ختم نبوت ریاض کالونی بہاولپور:

ہمارے بہت ہی مہربان بزرگ دوست پروفیسر عطاء اللہ اعوانؒ تھے، موصوف کا والد رحیم بخش اعوان قادیانیت کی گود میں چلا گیا، العیاذ باللہ! موصوف ابھی نویں جماعت میں پڑھتے تھے کہ اللہ پاک نے ہدایت سے سرفراز فرمایا، موصوف کی تعلیم و تربیت کا انتظام مجلس نے کیا۔ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ جب احمد پور شرقیہ اور بہاولپور تشریف لے جاتے تو اعوان صاحب کو پہلے خط لکھ دیتے کہ ”عطی!“ فلاں تاریخ کو فلاں مقام پر آ رہا ہوں۔ حضرت قاضی صاحبؒ انہیں پیار سے عطی کہتے تھے، جو عطاء اللہ کا مخفف تھا۔ قاضی صاحبؒ جب تک زندہ رہے، انہیں مصارف ادا فرماتے رہے۔ جب قاضی صاحبؒ کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ کا دور آیا تو آپ بھی ان کی ضروریات مہیا فرماتے رہے۔ فرق یہ تھا کہ مؤخرالذکر رقم مقامی جماعت کو دیتے اور انہیں ہدایت تھی کہ جب بھی حسب ضرورت پیسے دیں تو حساب رکھیں اور جب رقم ختم ہو جائے تو اطلاع کریں۔ غرض یہ کہ موصوف پڑھ لکھ کر لیکچرار لگ گئے اپنے قدموں پر کھڑے ہو گئے، پھر ایک عرصہ پہلے

"صادق ریجرٹن کالج" (ایس ای) کالج بہاولپور میں اردو کے پروفیسر ریٹائر ہوئے، بہت ہی مرنجان مرنج انسان تھے۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء تک بہاولپور میں رہا تو ہر سال رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تکمیل قرآن کے موقع پر راقم کا بیان ہوتا۔ میرے بعد مولانا محمد اسحاق ساقی زید مجدہ مبلغ مقرر ہوئے تو ۱۹۹۱ء سے اب تک انہیں روایات کو نبھاتے چلے آرہے ہیں، تو مولانا ساقی کے حکم پر راقم نے ستائیسویں شب کو عشاء اور تراویح کے بعد تقریباً ایک گھنٹہ بیان کیا۔ پروفیسر عطاء اللہ اعوانؒ سے ہمارے استاذ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی بہت محبت فرماتے تھے، جب کوئی نئی کتاب مارکیٹ میں آتی مولانا اشعرؒ اس کے دو نسخے خرید کر ایک نسخہ پروفیسر صاحب کو ارسال فرماتے۔ موصوف مسجد کی منتظمہ کے رکن رکین تھے اب ان کے ایک فرزند ارجمند کمیٹی کے سیکریٹری ہیں۔

شاہی مسجد شجاع آباد: شاہی مسجد شہر کے بانی نواب محمد شجاعؒ نے شہر کے وسط میں بنائی اور مسجد کی خطابت قاضی خاندان کے جد اعلیٰ قاضی محمد سلطانؒ کے سپرد کی۔ آگے چل کر ہمارے دوسرے امیر مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اس کے خطیب مقرر ہوئے۔ حضرت قاضی صاحبؒ کا دور مسجد کی ترقی کا عظیم الشان دور تھا۔ آنجناب جہاں بھی ہوتے جمعہ کو اپنی مسجد میں جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرماتے، دور دراز سے مسلمان آپ کا خطاب سننے کے لئے کشاں کشاں چلے آتے۔ شجاع آباد کے پسماندہ علاقہ کی وجہ شہرت حضرت قاضی صاحبؒ کا نام نامی اسم گرامی تھا، آپ کی رحلت کے بعد آپ کے چچا زاد بھائی اور داماد مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ کے حصہ میں خطابت وامامت آئی، آج کل اس کے خطیب حضرت قاضی صاحبؒ کے نواسہ اور مولانا قاضی عبداللطیف اخترؒ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا قاضی قمرالصالحین سلمہ ہیں۔ موصوف میں باپ اور نانا کی گھن گرج پائی جاتی ہے اور موصوف نے اپنے آباء واجداد کی وراثت کو خوب سنبھالا ہوا ہے۔

راقم الحروف جب کبھی شہر جاتا ہے اور نماز کا ٹائم ہوتا ہے تو نماز شاہی مسجد میں ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ رمضان المبارک کے آخر میں ۲۷ رمضان المبارک عصر کی نماز راقم نے شاہی مسجد میں ادا کی اور خطیب شہر مولانا قاضی قمرالصالحین سلمہ کے حکم پر بیان کی سعادت حاصل کی۔ مسجد ہذا کی تعمیر جدید کا اعزاز مولانا قاضی قمرالصالحین اور جناب فدا حسین اور ان کے رفقاء کو نصیب ہوا، حضرت قاضی صاحبؒ کے دور کی تعمیر اب تعمیر جدید کا تقاضا کر رہی تھی۔ الحمدللہ! اب جدید تعمیر خوبصورت انداز میں موجود ہے، قیامت تک سلامت رکھیں، آمین!

جلالپور پیروالا میں خطبہ جمعہ: راقم بہاولپور کے زمانہ سے شوال المکرم کے پہلے جمعہ کا خطبہ ربانی مسجد جلالپور پیروالا میں دیتا چلا آرہا ہے۔ مسجد کی منتظمہ میں حافظ غلام نبیؒ تھے، جو مجلس کے بھی امیر رہے۔ حافظ صاحبؒ سے پہلے مولانا حسین احمدؒ مسجد ربانی کے خطیب تھے، ان کی وفات کے بعد مولانا پروفیسر عبدالشکور شاکر مدظلہ نے اپنے والد کی سیٹ کو سنبھالا اور ربانی مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ حافظ غلام نبیؒ کی وفات کے بعد حافظ صاحب کے فرزند ارجمند حافظ عبدالشکور علوی ربانی مسجد کی امامت اور انتظام کو سنبھالے ہوئے ہیں۔ اول الذکر مجلس کے مقامی یونٹ کے امیر اور ثانی الذکر ناظم ہیں تو امسال چونکہ رؤیت ہلال کمیٹی کے اعلان کے مطابق عیدالفطر ۱۶ رجون کو آئی اور رمضان المبارک کے پانچ جمعہ ہوگئے تو پروفیسر عبدالشکور شاکر کے مشورہ سے راقم نے جمعۃ الوداع کا خطبہ ربانی مسجد میں دیا۔

عیدالفطر کا خطبہ: عیدالفطر کا خطبہ راقم نے اپنے آبائی علاقہ بستی مٹھو کے مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ رجسٹرڈ سے ملحقہ مسجد سیدنا علی المرتضیٰؓ میں دیا۔ چیف جسٹس آف پاکستان سے مطالبہ کیا کہ پانچ سو گستاخان رسول کو عدالتیں سزائے سنا چکی ہیں، لیکن ان میں سے کسی ایک کیس کی سزا پر عملدرآمد نہیں ہوا، لہٰذا عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کیا جائے تاکہ آئندہ کسی بدباطن کو گستاخی رسالت کی جرأت وہمت نہ ہوسکے۔ الحمدللہ! رمضان المبارک بہت ہی مصروف گزرا، اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے تمام مساعی کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں، آمین!

مولانا شجاع آبادی فیصل آباد میں

فیصل آباد (مولانا عبدالرشید غازی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۲۸ تا ۳۱ رمئی ۲۰۱۸ء تین روزہ دورہ پر فیصل آباد تشریف لائے۔ ۲۹ رمئی کو آپ نے محمدی مسجد غلام محمد آباد میں ظہر کی نماز کے بعد بیان فرمایا۔ مسجد کے خطیب مولانا رب نواز جامعہ قاسمیہ کے ناظم بھی ہیں۔ جامعہ قاسمیہ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ نے غلام محمد آباد میں شروع کیا، مکتب سے مدرسہ اور مدرسہ سے جامعہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس وقت مدرسہ کا نظم ونسق مولانا ضیاء القاسمی کے فرزندان گرامی مولانا زاہد محمود قاسمی اور علامہ خالد محمود قاسمی چلا رہے ہیں، جبکہ مولانا رب نواز اس کے ناظم الامور ہیں۔ اسی روز عصر کی نماز کے بعد غلام محمد آباد کی ایک اور جامع مسجد ابوبکر صدیق میں خطاب فرمایا۔ اس مسجد کے خطیب مولانا مفتی فضل الرحمٰن ناصر ہیں جبکہ علاقہ کے ایک حاجی صاحب ہیں جنہوں نے اپنے ملکیتی پلاٹ کو مسجد کی شکل دی اور مسجد کے تمام مصارف بھی خود ادا فرماتے ہیں۔ مغرب کی نماز مولانا مفتی فضل الرحمٰن ناصر کے مدرسہ جامعہ عائشہ صدیقہ للبنات غلام محمد آباد میں ادا کی اور مغرب کے

بعد نمازیوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر درس دیا۔ عشاء کی نماز سوئی گیس کی مسجد میں ادا کی، مسجد کے امام وخطیب مولانا غلام محمد مدظلہ جامعہ عبیدیہ کے استاذ الحدیث اور قادیانیت پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ آنجناب کے حکم پر استاذ محترم مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تراویح کی نماز کے بعد نمازیوں کو قادیانیت کی ملک وملت کے خلاف سازشوں سے آگاہ کیا۔

جامع مسجد دھوبی گھاٹ: اہل حق کا قدیمی مرکز ہے، مولانا سید غلام مصطفیٰ آف جھنگ اس کے خطیب و امام رہے، مسجد محکمہ اوقاف پنجاب کے کنٹرول میں ہے۔ قاری سید محمد رفیق اس کے نائب امام اور موذن رہے، دونوں ریٹائر ہو چکے ہیں۔ آج کل مسجد کے خطیب مولانا عبدالرشید ہیں، مذکور بھی مجلس کے بزرگوں کے مداح اور ہمارے جیسے خوردوں سے محبت فرماتے ہیں، ان کے حکم پر استاذ محترم نے ۳۰ رمئی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد دھوبی گھاٹ میں درس دیا۔

مولانا سید خبیب احمد شاہ سے ملاقات: مولانا سید خبیب احمد شاہ ہمارے مولانا سید فاروق ناصر شاہؒ کے فرزند ارجمند اور جانشین ہیں اور مولانا سید فاروق ناصر شاہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کے خلیفہ تھے۔ ابھی چند ماہ قبل ان کا انتقال ہوا تو استاذ محترم کی خواہش پر دواخانہ سادات میں مولانا سید خبیب احمد شاہ اور ان کے بھائیوں سے ملاقات کی اور کافی دیر مرحوم کا ذکر خیر کرتے رہے۔

جامعہ عبیدیہ کے دورۂ تفسیر میں شرکت: جامعہ عبیدیہ میں پیر طریقت شیخ الحدیث والتفسیر حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم اپنے مرشد اول قدوۃ السالکین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ کی طرز پر دورۂ تفسیر پڑھاتے ہیں۔ امسال دورۂ تفسیر میں ڈیڑھ سو علماء کرام اور طلبا نے شرکت کی۔ حضرت اقدس کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ کرام مولانا مفتی محمد قاسم اور مولانا محمد طیب عباسی نے بھی حضرت اقدس کی معاونت کی۔ قرآن پاک کا کچھ حصہ مولانا مفتی محمد قاسم نے پڑھایا۔ مبادیات روض القرآن وغیرہ مولانا محمد طیب عباسی نے پڑھائیں حضرت اقدس کے حکم پر استاذ محترم دودن کے لئے تشریف لائے۔ جہاں آپ نے ۳۰ رمئی عشاء کی نماز کے بعد حیات رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عنوان پر سبق پڑھایا اور حضرت اقدس سے دعائیں لیں اور عصر کی نماز کے بعد استاذ محترم نے بخاری مسجد بنیان مارکیٹ میں قاری عبدالرحمٰن زید مجدہ کی استدعا پر درس دیا۔

۳۱ رمئی صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد ٹیکنیکل ڈی گراؤنڈ چیلنجز کالونی میں درس دیا۔ قاری عبیدالرحمٰن اس مسجد کے امام وخطیب ہیں۔ جامع مسجد صدیق اکبر منشی محلہ فیصل آباد کی قدیمی مسجد ہے، جس کا سنگ بنیاد رکھا گیا، مسجد کی توسیع ہوئی، آگے چل کر یہ توسیع بھی ناکافی ہوئی تو ۱۹۸۷ء میں توسیع جدید ہوئی۔ مولانا عبدالرحیم بلوچ اس مسجد کے امام و خطیب ہیں۔ موصوف مولانا حافظ عبدالرحمٰن شاہجہانی کے برادرزادہ ہیں، جن کا ابھی رمضان المبارک کے پہلے جمعہ کو انتقال ہوا۔ استاذ محترم نے موصوف سے تعزیت کا اظہار کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ افطاری وسحری جامعہ عبیدیہ میں کی اور استاذ محترم نے جمعیت علماء اسلام کے ضلعی امیر مخدوم زادہ مولانا سید محمد زکریا سے ملاقات کی۔

یکم جون صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد زکریا رفیق کالونی جیل روڈ میں درس دے کر لاہور روانہ ہو گئے۔ ☆☆

پورا یورپ قادیانیت کی پشت پناہی کر رہا ہے: علماء کرام

گوجرانوالہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے امیر خلیفہ مجاز شاہ نفیس الحسینی ؒ مولانا محمد اشرف مجددی نے کہا ہے کہ ایمانیات کے باب میں عقیدہ ختم نبوت کی حیثیت روح کی سی ہے۔ اس کے انکار سے ایمانیات کی عمارت زمین بوس ہو جاتی ہے۔ اس سے پہلوتہی اور غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ نئی نسل کو باطل قوتوں کے پروپیگنڈا سے بچانے کے لئے آگہی مہم چلانے کی ضرورت ہے۔ ترغیب وتحریص کے جال سے نئی نسل کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پورا یورپ قادیانیت کی پشت پناہی کر رہا ہے۔ مسلمانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کو ختم کرنے کے لئے انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں نے گستاخانہ خاکوں کی نمائش کا سلسلہ پھر سے شروع کر رکھا ہے۔ ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں ان خاکوں کی نمائش سے یورپ کی مسلم دشمنی عیاں ہو گئی ہے۔ نگران وزیر اعظم اور حکومت خاکوں کی نمائش رکوانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز ختم نبوت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے منعقدہ سالانہ ختم نبوت کورس کے افتتاح کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔ تقریب کی صدارت ضلعی ناظم اعلیٰ الحاج مولانا حافظ محمد یوسف عثمانی نے کی اور تقریب سے مرکزی مبلغ مولانا محمد عارف شامی، جمعیت اساتذہ کے ضلعی کنوینر سید احمد حسین زید، صدر مدرس مدرسہ تعلیم القرآن ختم نبوت مولانا قاری ابرار الحق، حافظ محمد کبیر، عبدالرزاق، وقار عباس قادری اور رانا محمد جمیل نے بھی خطاب کیا۔ مولانا محمد اشرف مجددی نے کہا کہ گستاخانہ خاکوں کی نمائش رکوانے کے لئے مسلمان حکمرانوں اور او آئی سی کا کردار شرمناک ہے۔ انہیں اس معاملہ میں اپنا کردار ادا کرنا چاہئے اور ہالینڈ پر سفارتی واخلاقی دباؤ ڈالنے کے اقدامات کرنے چاہئیں۔

رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام

(۲۷ویں اور آخری قسط)

حافظ عبیداللہ

حدیث نمبر 5 (اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے)

یہ ایک طویل حدیث ہے، ہم صرف وہ الفاظ نقل کرتے ہیں جو ہمارے موضوع سے متعلق ہیں:

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الأنبیاء اخوۃ لعلاّت، اُمّھاتُھم شتّیٰ ودینھم واحدٌ، وانّي أولی الناسِ بعیسیٰ بنِ مریمَ، لأنہ لم یکن بیني وبینہ نبي، وانّہ نازلٌ، فاذا رأیتُمُوہُ فاعرِفوہ: رَجُلٌ مربوعٌ الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان مُمَصَّرانِ کان رأسہ یقطُرُ...... الی آخر الحدیث'' (مسند احمد بن حنبل: حدیث نمبر 9270 واللفظ لہ، سنن ابي داود: حدیث نمبر 4324)

مسند احمد کے حوالے سے یہ پوری حدیث دوسرے قادیانی خلیفہ اور مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیرالدین محمود نے اپنے باپ کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کی ہے، چنانچہ ہم اسی کا کیا ہوا اس حدیث شریف کا مکمل اردو ترجمہ پیش کرتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

''یعنی انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہوتے ہیں ان کی مائیں تو مختلف ہوتی ہیں اور دین ایک ہوتا ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ تعلق رکھنے والا ہوں کیونکہ اُس کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں (لم یکن بیني وبینہ نبي کا صحیح ترجمہ ہے ''ان کے اور میرے درمیان کوئی نبی نہیں ہوا'' یعنی آپ ؐ اُن عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرما رہے ہیں جو آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے تھے۔ناقل) اور وہ نازل ہونے والا ہے۔پس جب اسے دیکھو تو اُسے پہچان لو کہ وہ درمیانہ قد، سُرخی سفیدی ملا ہوا رنگ اور زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے (مرزا محمود نے اس کا ترجمہ زرد کیا ہے جس سے یہ سمجھ آتا ہے کہ گہرے زرد رنگ کا لباس ہوگا جبکہ مُمَصَّر اُس کپڑے کو کہا جاتا ہے جس میں بہت ہلکی سی زردی ہو، بحوالہ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری۔جلد 16، صفحہ 55، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت ...... ناقل) اُس کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا، گو سر پر پانی نہ ہی ڈالا ہو اور وہ صلیب کو توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور جزیہ ترک کر دے گا اور لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دے گا۔اُس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ سب مذاہب کو ہلاک کر دے گا اور صرف اسلام رہ جائے گا۔اور اُس کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجّال کو ہلاک کر دے گا اور زمین میں امن قائم ہوگا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ اُن کو نقصان نہ دیں گے۔عیسیٰ بن مریم چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔'' (حقیقۃ النبوۃ، حصہ اول، انوار العلوم، جلد 2، صفحات 508، 509)

یہ حدیث نقل کرکے قادیانی خلیفہ دوم نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس میں جن عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے، جو کہ سراسر قادیانی سینہ زوری ہے، لیکن سر دست یہاں ہماری بحث اس سے نہیں، ہمارا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ اس حدیث شریف میں اُن عیسیٰ علیہ السلام کا رنگ جن کے زمانہ میں (ان کے ہاتھوں) دجّال نے ہلاک ہونا ہے ''سرخی سفیدی ملا ہوا'' بیان ہوا ہے۔

حدیث نمبر 6 (اس میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی ہے)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان روح اللہ عیسیٰ بن مریم نازل فیکم، فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ ثوبان مُمَصّران کان رأسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام فیھلک اللہ في زمانہ المسیح الدجّال وتقع الأمنۃ علی اھل الأرض حتی ترعی الأسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب مع الغنم ویلعب الصبیان مع الحیات لاتضرھم فیمکث أربعین سنۃ ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون . ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ'' بیشک روح اللہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تمہارے اندر

نازل ہونے ہوں گے، پس جب انہیں دیکھو تو پہچان لو کہ وہ درمیانہ قد، سُرخ وسفید رنگ اور ہلکے زردی مائل رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے، اُن کے سر سے پانی ٹپک رہا ہوگا حالانکہ سر پہ پانی نہ ڈالا ہوگا، اور وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے، اور لوگوں کو اسلام کی طرف بلائیں گے، اور اُن کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ مسیح دجال کو ہلاک کردے گا اور زمین میں امن قائم ہوگا، یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ اور چیتے گائے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ چرتے پھریں گے اور بچے سانپوں سے کھیلیں گے اور وہ اُن کو نقصان نہ دیں گے۔ پس وہ چالیس سال تک رہیں گے اور پھر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔" اس حدیث کی سند صحیح ہے۔(المستدرک للحاکم،حدیث نمبر4163،جلد 2،صفحہ 651،دارالکتب العلمیہ بیروت)

امام ذہبیؒ نے "تلخیص المستدرک" میں اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔

اب نتیجہ یہ نکلا کہ حدیث نمبر 4 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جس خواب کا ذکر گزرا اس میں نظر آنے والے مسیح ابن مریم علیہ السلام کا رنگ "گندمی" اور صورت "حسین ترین" بیان ہوئی ہے، اور حدیث نمبر 5 اور 6 میں جب آپ ﷺ نے عیسیٰؑ کے نازل ہونے کی خبر دی تو اُن کا رنگ "سرخ وسفید" فرمایا، یعنی قادیانی شوشے کی پہلی کڑی ٹوٹ گئی کہ آنے والے مسیح کا رنگ صرف "گندمی" بیان ہوا ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایک حدیث میں جس میں خواب کا ذکر ہے "گندمی رنگ" اور دوسری احادیث جن کے اندر عیسیٰؑ کے نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے "سفید اور سرخ رنگ" بتایا گیا ہے، تو سب سے پہلے تو قادیانی بتائیں کہ "آنے والا مسیح" ایک ہے یا دو؟

اب ہم آتے ہیں اس (بظاہر نظر آنے والے) معمہ کی طرف، جہاں تک حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے حلیہ میں لفظ "جعد" آیا ہے تو علمائے حدیث نے لکھا ہے کہ وہاں لفظ "جعد" کا معنی "گھنگھریالے بالوں والا" نہیں بلکہ "گٹھیلے اور مضبوط بدن والا" ہے(دیکھیں: حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی فتح الباری شرح صحیح البخاري ،جلد 6،صفحہ 486،كتاب الأنبياء ، طبع المكتبة السلفية ،اور امام نوویؒ کی شرح صحیح مسلم ،صفحہ 205، كتاب الايمان. باب الاسراء برسول الله الى السموات، طبع بيت الافكار الدولية، بیروت ،اسی طرح "جعد" کا معنی "گٹھیلے بدن والا" ابن اثیر کی النهاية في غريب الحديث والاثر ،جلد 1،صفحہ 275 طبع المكتبة الاسلامية میں بھی لکھا ہے)،تو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کے بال "سیدھے" ہی رہے اور "جعد" کا یہ معنی نہیں کہ ان میں سے کسی کے بال "گھنگھریالے" تھے۔ (یاد رہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور امام نوویؒ دونوں قادیانیوں کے نزدیک مسلّمہ اپنے اپنے وقت کے مجدد ہیں اور مرزا قادیانی کے نزدیک مجدد کی بات ماننا ضروری ہے)۔

اسی طرح حضرت موسیٰؑ کے بارے میں جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ "جسیم" یعنی موٹے بدن والے تھے تو وہاں "جسیم" کا معنی زیادہ گوشت والے یا موٹے نہیں بلکہ اس کا مطلب ہے "لمبے قد والے"، حافظ ابن حجرؒ نے قاضی عیاضؒ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے۔(فتح الباری شرح صحيح البخاري ،جلد6،صفحہ 484)

لہٰذا دونوں احادیث کو ملا کر یہ مطلب نکلا کہ حضرت موسیٰؑ نحیف البدن اور لمبے جسم والے تھے، اس طرح احادیث میں موسیٰؑ دو نہیں، بلکہ ایک ہی رہے۔

اب آئیے! حضرت عیسیٰؑ کے حلیہ کی بات کرتے ہیں، آپ نے دیکھا کہ واقعہ معراج سے متعلقہ احادیث میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک روایت میں حضرت عیسیٰؑ کا رنگ "سرخ وسفید" بیان ہوا ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ وحضرت عبداللہ بن عباسؓ کی دوسری روایت میں "سرخ" رنگ بیان ہوا ہے، اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ کی اس روایت میں جس میں حضرت عیسیٰؑ کے نازل ہونے کا ذکر ہے(اور جس کا ترجمہ ہم نے مرزائی خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود سے نقل کیا ہے) آپ کا رنگ "سرخ وسفید" ہی بیان ہوا ہے جبکہ خواب والی روایت میں جو عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے آپ کا رنگ "گندمی" بیان ہوا ہے۔

لیکن ہمیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ایک اور روایت اسی صحیح بخاری میں ملتی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں کہ "لا والله ما قال النبيُ صلى الله عليه وسلم لعيسىٰ احمر......" نہیں، اللہ کی قسم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ (علیہ السلام) کے بارے میں ہرگز یہ نہیں فرمایا کہ آپ کا رنگ سرخ ہے۔(صحيح البخاري: حدیث نمبر 3441)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی جس روایت میں "سرخ" رنگ کا ذکر ہے، اس میں کسی راوی کو غلطی لگی ہے۔ امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم میں یہی بات یوں بیان کی ہے: "وقد روى البخاري عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه انكر رواية احمر وحلَفَ أن النبي ﷺ لم يقله يعني وانه اشتبه على الراوي ، فيجوز أن يتاول الأحمر على الآدم ، ولا يكون المراد حقيقة الأدمة والحمرة بل ما قاربها "امام بخاری نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے (جو روایت پہلے گزری- ناقل) کہ انہوں نے "سرخ" رنگ والی روایت کا انکار کیا ہے اور قسم اٹھا کر

فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات نہیں فرمائی، مطلب یہ ہے کہ کسی راوی کو شبہ لگا ہے، شاید اس نے گندمی رنگ پر سرخ کا لفظ بول دیا، اور اس سے بھی خالص گندمی یا خالص سرخ نہیں بلکہ وہ رنگ مراد ہے جو ان کے قریب قریب ہو۔ (شرح صحیح مسلم للنووی، جلد2 صفحات 232،233، طبع مصر، زیر حدیث نمبر 169، کتاب الایمان۔ باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال)

تو دوستو! نہ حضرت موسیٰؑ دو ہیں اور نہ ہی حضرت عیسیٰ بن مریمؑ دو ہیں، آیئے اس کی مزید وضاحت کے لئے مزید دو احادیث کا مطالعہ کرتے ہیں تاکہ بات اچھی طرح سمجھ آجائے، امام ترمذیؒ نے اپنی سنن ترمذی میں صحابی رسول حضرت انس بن مالکؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارکہ کے بارے میں دو روایات ذکر کی ہیں:

روایت نمبر (1)

”حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ، وَلَا بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلَا بِالآدَمِ، وليس بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلَا بِالسَّبِطِ ...... الی آخر الحدیث“۔ اللہ کے رسول کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا نہ چھوٹا (بلکہ درمیانہ تھا)، اور (رنگ کے اعتبار سے) نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ والے، آپؐ کے بال مبارک نہ بالکل سیدھے تھے اور نہ بالکل گھنگھریالے...... (سنن ترمذی، حدیث نمبر 3623 / شمائل ترمذی، حدیث نمبر 1)

روایت نمبر (2)

”حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ رَبْعَةً لَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، حَسَنَ الْجِسْمِ، أَسْمَرَ اللَّوْنِ، وَكَانَ شَعْرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلَا سَبْطٍ إِذَا مَشَى يَتَكَفَّأُ۔ اللہ کے رسول (کا قد مبارک) نہایت معتدل تھا، نہ زیادہ لمبا اور نہ چھوٹا، خوبصورت جسم والے تھے، آپ کا رنگ مبارک گندمی تھا، اور آپ کے بال مبارک نہ بالکل گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے، آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھک کر چلتے تھے۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 1754 / شمائل ترمذی، حدیث نمبر 2)

یہ دونوں روایات صحیح ہیں اور سنن ترمذی وشمائل ترمذی کے علاوہ بہت سی دوسری کتب حدیث میں بھی موجود ہیں، لیکن اگر الفاظ کو دیکھا جائے تو پہلی روایت میں حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کا رنگ مبارک ”آدم“ یعنی گندمی نہیں تھا، جبکہ دوسری روایت میں یہی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ”اسمر اللون“ یعنی گندمی رنگت والے تھے (آدم اور اسمر دونوں کا معنی گندمی یا سانولا ہوتا ہے)، تو اب جماعت قادیانیہ کی منطق کی رُو سے یہاں بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت انسؓ نے چونکہ دو قسم کی رنگت بیان فرمائی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ حضرت انس بن مالکؓ کے سامنے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو تھے۔

نتیجہ

حقیقت یہ ہے کہ رنگ بیان کرنے والا کبھی کسی کا رنگ ”سُرخ“ یا ”سفید“ بیان کردیتا ہے لیکن اس کی مراد خالص سفید یا سُرخ نہیں ہوتا، کیونکہ کسی انسان کا رنگ نہ تو خون کی طرح سرخ ہوتا ہے اور نہ ہی دودھ کی طرح سفید، اسی طرح کسی کا رنگ ”گندمی“ بیان کردیا جاتا ہے لیکن اس سے مراد بالکل سانولا رنگ نہیں ہوتا، کوئی سُرخ وسفید رنگت والا کبھی کسی وجہ سے گندمی یا سانولا بھی دکھ سکتا ہے (مثال کے طور پر گرمی کے موسم میں) اور کوئی گندمی رنگ والا کبھی سُرخ بھی دکھ سکتا ہے (مثال کے طور پر غصے کی حالت میں یا کوئی زور والا کام کرتے ہوئے)، لہٰذا اگر جماعت قادیانیہ کا یہ اصرار ہے کہ روایات میں رنگت کے اختلاف کی وجہ سے عیسیٰؑ دو ثابت ہوتے ہیں تو پھر انہیں موسیٰؑ بھی دو ماننے ہوں گے اور صحابہ کے زمانے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی دو ماننے ہوں گے (میں نے صحابہ کے زمانہ کی قید اس لئے لگائی کہ قادیانی عقیدہ کے مطابق چودھویں صدی ہجری میں مرزا قادیانی کی صورت میں ایک دوسرے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ظہور ہوا ہے، جس کی کچھ تفصیل باب اول میں گذر چکی اور باقی باب سوم میں بیان ہوگی)، اور جیسا کہ بیان ہوا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ تو قسم اٹھا کر فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ بن مریم علیہ

آدمی کی پہچان کے تین طریقے

حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانیؒ المتوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی کے روزوں اور نماز کی طرف نہ دیکھو۔

۱:... لیکن اس کی سچی بات کی طرف دیکھو جب وہ بولے۔

۲:... اور اس کی امانت کی طرف دیکھو جب اس کے پاس امانت رکھی جائے۔

۳:... اور اس کی پرہیزگاری کی طرف دیکھو جب وہ دنیاداری میں متوجہ ہو۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء عربی، ج:۳، ص:۲۷، طبع بیروت)

السلام کے بارے میں ہرگز نہیں فرمایا کہ ان کا رنگ سُرخ تھا (لہٰذا یہ بعد کے کسی راوی کے الفاظ ہیں)۔

مرزا قادیانی کا حلیہ اس کے مریدوں کے الفاظ میں

قارئین محترم! آپ یہ جان کر حیران ہوں گے کہ مرزا قادیانی کے چہرے کی رنگت بھی خود اس کے مریدوں نے کہیں "سرخ" اور کہیں "سفید و سرخ گندمی" بیان کی ہے، مرزا کا مرید خاص مفتی محمد صادق اپنی قادیان میں آمد اور مرزا کے حلیہ کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"آپ کی ریش مبارک مہندی سے رنگی ہوئی تھی، چہرہ بھی سُرخ اور چمکیلا۔"

(ذکر حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 4)

ایک دوسری جگہ یہی مفتی محمد صادق مرزا کا تفصیلی حلیہ بتاتے ہوئے لکھتا ہے:

"رنگ سُرخ و سفید گندمی تھا، جب آپ ہنستے تھے تو چہرہ بہت سُرخ ہو جاتا تھا۔"

(ذکر حبیب، طبع جدید، جلد اول، صفحہ 25)

اب ہمارا سوال ہے کہ کیا قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی دو تھے یا ایک؟ اگر ایک ہی تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ کہیں اس کا رنگ "چمکتا ہوا سُرخ" اور کہیں "سُرخ و سفید گندمی" بتایا جا رہا ہے جو ہنسنے پر بہت زیادہ سُرخ ہو جاتا تھا؟

اور یہ بات بھی ہمیشہ پیش نظر رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام احادیث میں "مریم کے بیٹے عیسیٰ" کا نام صاف طور پر ذکر کیا ہے، کسی "چراغ بی بی" کے بیٹے کا کوئی ذکر نہیں کیا، اور کسی صحابی، محدث، مفسر یا مجدد کے ذہن میں یہ خیال تک کبھی نہیں گذرا کہ عیسیٰ دو ہیں، اور نہ ان کے تصور میں یہ بات تھی کہ اس امت میں سے کسی "چراغ بی بی" کے بیٹے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "عیسیٰ بن مریم" فرمایا ہے، پھر صحیح بخاری کی جس حدیث کو لے کر جماعت مرزائیہ یہ شبہ پیش کرتی ہے کہ آنے والے مسیح کا رنگ "گندمی" بیان ہوا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں "کاحسن ما یُریٰ من اُدم الرجال" (جس کا ترجمہ ہے) "گندمی رنگ والے مردوں میں سے خوبصورت اور حسین ترین نظر آنے والے" اب اگر بنظر انصاف مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت دیکھیں تو "خوبصورت ترین" تو دور کی بات، صرف "خوبصورت" اور "حسین" کا لفظ بھی اُس پر نہیں بولا جا سکتا، قارئین سے گزارش ہے کہ مرزا قادیانی کی تصویر کو (جو اس کی بہت سی کتابوں کے شروع میں چھپی ملے گی) غور سے دیکھیں تو انہیں صاف نظر آئے گا کہ اس کے چہرے کے خدوخال میں تناسب ہی نہیں، ایک آنکھ بڑی اور دوسری چھوٹی، گردن اکثر تصویروں میں ٹیڑھی نظر آتی ہے، اور اس کی آنکھیں تو ہمیشہ "نیم بند" رہتی تھیں۔

خرد کا نام جنوں رکھ لیا، جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

آخری بات

قارئین محترم! ہم نے نہایت مختصر اور آسان انداز میں عقیدہ رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر امت اسلامیہ اور قادیانی مذہب کا موقف پیش کیا ہے، امت اسلامیہ کے اس اجماعی عقیدہ کے تفصیلی دلائل اور مرزا قادیانی کی طرف سے بزعم خود قرآن کریم کی تیس آیات سے وفات مسیح ثابت کرنے اور دوسرے قادیانی شبہات کی حقیقت جاننے کے لئے عوام الناس کے لئے حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کی کتب "کلمة الله فی حیات روح الله"، "القول المحكم فی نزول ابن مریم" اور "لطائف الحکم فی اسرار نزول عیسیٰ بن مریم" جو احتساب قادیانیت کی جلد2 میں موجود ہیں، نیز حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم کی کتاب "قادیانی شبہات کے جوابات، جلد دوم" اور ہمارے محترم جناب محمد متین خالد صاحب حفظہ اللہ کی شہرہ آفاق کتاب "ثبوت حاضر ہیں، حصہ چہارم" کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا، اور صرف ونحو سے شغف رکھنے والوں کے لئے خاص طور پر مشہور اہل حدیث عالم مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ کی لاجواب کتاب "شہادۃ القرآن" کا مطالعہ نہایت مفید ہوگا۔

(ختم شد)

مظلوم لیڈر کی مظلوم بیوی

"مولانا (ابوالکلام) آزادؒ احمد نگر کے قلعہ میں قید تھے کہ ان کی اہلیہ محترمہ وفات پا گئیں۔ شرارت پسند عناصر نے انہیں قبرستان میں دفن کرنے پر ہنگامہ برپا کر دیا۔ غالباً دو روز کے بعد ان کے لواحقین نے انہیں بچ بچا کر خاموشی سے دفنا دیا، یہ خبر سن کر شاہ جیؒ (سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری) کو بہت دکھ ہوا، ایک جگہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا: "تم نے اس نیک اور پاک دامن بی بی کے جنازہ کی توہین کی اور اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے سے روکا جس کا خاوند جہاد آزادی میں مجاہدین آزادی کا سرخیل ہے اور اس وقت وہ دشمن کی اسیری میں ہے۔ یہ تمہاری اخلاقی پستی اور شقاوت قلبی کی انتہا ہے، پھر جلال میں آکر فرمایا: اس بے قصور، نیک اور پاک دامن بی بی کی توہین کرنے والو! میں فضا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری لاشیں بے گور و کفن پڑی ہوئی ہیں اور ان پر زاغ و زغن منڈلا رہے ہیں..... تھوڑے عرصہ کے بعد پھر یہی ہوا کہ کلکتہ میں ہندو مسلم فساد ہوا اور سینکڑوں انسان بے گور و کفن سڑکوں پر نظر آئے۔"

(بخاری کی باتیں، ص:۳۵، ۳۶، طبع فیصل آباد)

دینی مدارس کے طلباء سے چند گزارشات

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

دینی مدارس کی سالانہ تعطیلات کے اختتام کے ساتھ ہی نئے تعلیمی سال کی سرگرمیاں شروع ہوگئی ہیں اور عید الفطر کے بعد سے ملک کے مختلف حصوں میں ایک درجن سے زائد دینی اداروں میں نئے تعلیمی سال کے آغاز کی تقریبات میں شرکت کی سعادت حاصل کر چکا ہوں۔ جی تو چاہتا ہے کہ سب کا تھوڑا تھوڑا تذکرہ کروں مگر یہ کالم متحمل نہیں ہے، اس لئے گھر کے دو اداروں کے تذکرہ پر اکتفا کر رہا ہوں۔

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں اسباق کا آغاز ۱۸ شوال کو ہوتا ہے اور اس کے لئے داخلہ وغیرہ کا سلسلہ جاری ہے۔ جبکہ الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں آج ہفتہ کے روز تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا ہے۔ اکادمی میں اس سے قبل درس نظامی کے درجہ اولیٰ کے ساتھ گوجرانوالہ بورڈ سے میٹرک کروانے کا سلسلہ کئی سالوں سے جاری ہے جو تین سال میں ہوتا تھا، اب اسے پانچ سال تک بڑھا کر درس نظامی کے درجہ ثالثہ کے ساتھ بورڈ سے ایف اے کرانے کا نظم بنایا گیا ہے جس کا آج افتتاح ہوا ہے۔ گوجرانوالہ سے شیخوپورہ جانے والے روڈ پر کورو تانہ کے قریب ایک دوست نے ایک ایکڑ زمین وقف کی ہے جس میں مسجد اور ایک بلاک کی تعمیر ہوگئی ہے اور اس سال درس نظامی کا شعبہ وہاں منتقل کیا جا رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ! افتتاحی تقریب میں اساتذہ وطلباء سے جو گفتگو کی اس کا خلاصہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔

بعد الحمد والصلوٰۃ! اے طلباء اور طالبات خوش قسمت ہیں جو کسی بھی مدرسہ میں اور کسی بھی درجہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں مگر وہ طلباء اس لحاظ سے زیادہ خوش قسمت ہیں جو دینی اور عصری تعلیم دونوں اکٹھی حاصل کر رہے ہیں۔ یہ دونوں تعلیمیں ہماری ضرورت ہیں اور قرآن کریم نے "فی الدنیا حسنۃ" اور "فی الآخرۃ حسنۃ" کی دعا سکھا کر یہ سبق دیا ہے کہ دین ودنیا دونوں ضروری ہیں۔ انسان جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے، ہم عصری علوم میں جو کچھ سیکھتے ہیں وہ ہمارے جسم کی ضروریات کے لئے ناگزیر ہے اور دینی علوم میں جسم کے ساتھ ساتھ روح کی ضروریات کا بھی پوری طرح لحاظ رکھا گیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے موبائل فون کے ساتھ ایک کنکشن ہوتا ہے۔ موبائل فون کی ضرورت یہ ہے کہ وہ صحیح کام کرے اور اسے چارجنگ ملتی رہے جبکہ کنکشن کی ضرورت یہ ہے کہ وہ ایکٹیو ہو اور اسے بیلنس ملتا رہے۔ اسی طرح جسم اور روح دونوں کے تقاضے پورا کرنا ضروری ہے جو دینی وعصری علوم دونوں حاصل کر کے ہی پورے کئے جاسکتے ہیں اور آپ کے لئے آپ کے والدین نے یہ دونوں ضرورتیں پوری کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

دوسری بات طلباء سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کار خیر میں آپ لوگ اکیلے نہیں ہیں بلکہ بہت سے دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں جن کے بغیر یہ کام آپ نہیں کر سکتے۔ سب سے پہلے تو والدین ہیں جن کے شوق اور ارادے نے آپ کو یہاں پہنچایا ہے، اس کے بعد اساتذہ ہیں جو آپ کو پڑھائیں گے، پھر مدرسہ کے منتظمین ہیں جو شب و روز آپ کی ضروریات کے لئے مصروف عمل رہیں گے اور ان کے ساتھ وہ معاونین ہیں جن کے تعاون سے یہ سارا نظام چل رہا ہے۔ آپ نے تعلیم کے دوران ان سب کو یاد رکھنا ہے، ان کا احسان مند رہنا ہے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہنا ہے، کیونکہ ان سب کے تعاون سے ہی آپ لوگ یہ کام کر پائیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ علم کے حصول کا راستہ کیا ہے؟ اس پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، جو امت کے مفسرین کے سردار کہلاتے ہیں، ان کا ایک واقعہ ذکر کروں گا۔ وہ فرماتے تھے کہ میرے پیچھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا کام کر رہی ہے کہ "اللھم علمہ الکتاب وقہ سوء الحساب" اے اللہ! اس نوجوان کو قرآن کا علم عطا فرما اور اسے حساب کتاب کی سختی سے محفوظ رکھنا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ دعا ویسے ہی نہیں مل گئی تھی، اس کا پس منظر یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے باہر تشریف لے گئے تو عبد اللہ بن عباسؓ جو اس وقت تیرہ چودہ سال کے بچے تھے، از خود پانی کا لوٹا بھر کر پیچھے چلے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی اس بات پر بہت خوش ہوئے اور وضو کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر ان سے پوچھا کہ عبد اللہ! تمہارے لئے کیا دعا مانگوں؟ انہوں نے کہا کہ مجھے

قرآن کریم کا علم چاہئے جس پر جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ دعا مانگی۔ اس لئے میں یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے پیچھے تو بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا تھی مگر اس دعا کے پیچھے ان کا یہ شوق تھا کہ مجھے قرآن کریم کا علم چاہئے اور اس کے ساتھ ان کی محنت اور خدمت بھی شامل تھی۔ اس لئے علم کا راستہ شوق، محنت اور خدمت کے ساتھ بزرگوں کی دعاؤں کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نصیب فرمائیں، آمین!

چوتھی بات طلبا کے لئے یہ ہے کہ علم آپ لوگ اس لئے حاصل کر رہے ہیں کہ اس پر عمل کر کے اپنی دنیا اور آخرت کو سنواریں اور پھر اس علم کو دوسروں تک پہنچائیں۔ لیکن دوسروں تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ خود آپ کا علم پختہ ہو جو کہ محنت، پابندی، توجہ اور شوق کے بغیر نہیں ہوتا۔ اگر آپ کا علم پختہ نہیں ہوگا اور دوسروں کو پہنچانے کے مرحلہ میں آپ کو یاد نہیں ہوگا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اسے ایک لطیفہ کی صورت میں بیان کرنا چاہوں گا۔ کہتے ہیں کہ ایک خان صاحب کو (کوئی خان ناراض نہ ہو، میں خود خان ہوں) راستہ میں ایک ہندو جاتے ہوئے ملا۔ خان صاحب کو غصہ آیا، اسے گریبان سے پکڑ کر مکا تان لیا اور کہا کہ ”کافر کا بچہ! کلمہ پڑھتے ہو یا نہیں؟“ اس نے سوچا کہ کلمہ نہ پڑھا تو خان صاحب سے مار پڑے گی، اس نے کہا کہ ”ٹھیک ہے مجھے کلمہ پڑھائیں میں پڑھنے کے لئے تیار ہوں۔“ اس پر خان صاحب بولے: ”کافر کا بچہ! خود پڑھو، آتا مجھے بھی نہیں ہے۔“

میں طلبا سے عرض کیا کرتا ہوں کہ پورے شوق اور محنت کے ساتھ اتنا پڑھو اور اس طرح پڑھو کہ کل تمہیں دنیا کے سامنے اسلام کی تعلیمات پیش کرتے ہوئے ادھر ادھر نہ دیکھنا پڑے اور یہ نہ کہنا پڑے کہ ”خود پڑھو، آتا مجھے بھی نہیں۔“ اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی اچھی طرح یاد رکھیں کہ جب آپ لوگ تعلیم سے فارغ ہو کر عملی زندگی میں چلے جائیں گے تو طالب علمی کا یہ دور اور یہ فرصت دوبارہ زندگی بھر نہیں ملے گی اور جو علم پڑھنے سے رہ گیا یا جس میں کمزوری رہ گئی، اسے دوبارہ پڑھنے کی پوری زندگی حسرت ہی رہے گی۔ اس لئے اس دور کو غنیمت سمجھتے ہوئے وقت ضائع نہ کریں بلکہ شوق سے پڑھیں، محنت سے پڑھیں، پابندی سے پڑھیں، ناغہ نہ کریں اور پوری توجہ تعلیم کے حصول میں صرف کر دیں تاکہ آپ خود بھی اس علم سے پورے اعتماد کے ساتھ استفادہ کر سکیں اور دوسروں تک بھی اطمینان اور حوصلہ کے ساتھ یہ علم پہنچا سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین!

(روزنامہ اوصاف اسلام آباد، ۴؍جولائی ۲۰۱۸ء)

ڈچ پارلیمنٹ میں توہین آمیز خاکوں کی نمائش کے اعلان کے خلاف احتجاج

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان اور متعدد جماعتوں کی اپیل پر ملک بھر میں یوم تحفظ ناموس رسالت منایا گیا

توہین کرنے والے دنیا کے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتے ہیں: عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی ودیگر کے بیانات

لاہور (نیوز رپورٹر) متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان اور متعدد جماعتوں کی اپیل پر ہالینڈ کی پارلیمنٹ میں توہین آمیز خاکوں کی نمائش کے اعلان اور مسلم خواتین کو نقاب سے روکنے کے خلاف قانون سازی پر جمعۃ المبارک کے خطبات میں ملک گیر سطح پر احتجاج کیا گیا اور جمعہ کو یوم تحفظ ناموس رسالت کے طور پر منایا گیا۔ مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ راہنماؤں سید عطاء المہیمن شاہ بخاری، مولانا زاہد الراشدی، حافظ عاکف سعید، مولانا عبدالرؤف فاروقی، ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی، سید محمد کفیل بخاری، رانا شفیق خان پسروری، قاری محمد زوار بہادر، قاری محمد رفیق وجھوی اور کئی دیگر راہنماؤں نے اپنے اپنے بیانات اور خطبات جمعۃ المبارک میں اس امر پر شدید احتجاج کیا کہ انسانی حقوق کے علمبردار محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کر کے پوری انسانیت کی توہین کر رہے ہیں اور دنیا کے امن کو تہہ و بالا کرنا چاہتے ہیں، متعدد مقامات پر قراردادیں بھی منظور کی گئیں اور اس عزم کا اظہار کیا گیا کہ پیغمبر امن، محسن انسانیت جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے ذریعے ہی ہم دنیا سے بدامنی ختم کر کے امن قائم کر سکتے ہیں۔ متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینر عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ سب سے پہلے یہ کام قادیانیوں نے کیا اور توہین آمیز خاکے قادیانیوں نے جاری کئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانی ابوبکر خدا بخش آر او پی ملتان اور قادیانی ڈی پی او وقاص حسن تھو کو ڈیرہ غازی خان کے عہدوں سے برطرف کیا جائے ورنہ ان شہروں میں صورت حال کشیدہ بھی ہو سکتی ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی، ۳۰؍جون ۲۰۱۸ء)

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف

◆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اکابر علمائے امت کی قیادت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت اور تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے ◆ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا ◆ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیراہتمام ۳۰ مراکز و مساجد، ۴۰ مبلغین جبکہ ۱۲ سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں ◆ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِ قادیانیت کے موضوع پر اکابرین امت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآرا کتب طبع ہو چکی ہیں ◆ عربی، اردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مفت لٹریچر کی تقسیم ◆ ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ ◆ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب ◆ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِ قادیانیت کورس ◆ پورے ملک میں ختم نبوت کانفرنسز، سیمینارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ ◆ مفت ختم نبوت خط و کتابت کورس ◆ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختم نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیّر دوستوں اور دردمندانِ ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں

ترسیلِ زر کا پتہ

مرکزی دفتر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: 061-4783486

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 021-32780337, 021-32780340

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا
ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب
امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ
خواجہ عزیز احمد صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
حافظ ناصرالدین خاکوانی صاحب
نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا
عزیزالرحمٰن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ